عیاشی ــــ ایک علم

علم عیاشی کو سمجھنا شروع ہی سے بہت مشکل رہا ہے۔ بلکہ یہ کہنا درست معلوم ہوتا ہے کہ اس کے جاننے والے بہت ہی کم ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آج تک اس علم کی کوئی معتبر کتاب نظر نہیں آئی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ علم بہت ہی مشکل ہے اس لیے اس کو سیکھنے کی جدوجہد بہت ہی کم لوگ کرتے ہیں۔ یا پھر ایسی بات کو اس طریقہ سے بھی ادا کیا جا سکتا ہے کہ اس علم کے معیوب ہونے کی وجہ سے کوئی اس کے قریب نہیں جاتا۔ لیکن جو لوگ یہ کہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں کیونکہ یہ علم طب کا ایک حصہ ہے۔

آج تک بیشمار کتابیں اس موضوع پر تحریر کی گئی ہیں لیکن یہ تمام کتابیں بے کار اور فضول قسم کی باتوں سے پُر ہیں اور ان کتب سے کوئی بھی شخص کوئی اچھی بات اخذ نہیں کر سکتا۔ پنڈت کوکا اپنے آپ کو اس فن اور علم کا موجد گردانتا ہے لیکن اس کی کتب کے مطالعہ سے

معلوم ہوتا ہے کہ اس نے جھوٹی قسم کی شاعرانہ باتوں کے علاوہ اور کچھ بھی تحریر نہیں کیا۔ اس نے اپنی کتاب میں عورتوں اور مردوں کو چار چار قسموں میں تقسیم کیا ہے لیکن یہ تحریر نہیں کیا کہ یہ کہاں پائی جاتی ہیں۔ ہر روز ہماری نظر سے بے شمار مرد اور خواتین گذرتی ہیں اور ان میں اس قسم کے مرد اور خواتین کی تمیز ناممکن ہے اور میرے خیال کے مطابق خود اسے اس بات کا علم نہ تھا کہ ان کی کون کون سی قسمیں ہیں۔ ایک اور جگہ وہ تحریر کرتا ہے کہ ایک مخصوص تاریخ کو اگر عورت کے خاص عضو کو ہاتھ سے چھیڑا جائے تو بغیر مباشرت کے اس کو منزل کیا جا سکتا ہے لیکن آج کی سائنس نے اس کو بالکل لغو قرار دے دیا ہے۔ ان تمام باتوں کو مدِ نظر رکھ کر اگر دیکھا جائے تو یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ پنڈت کوکا محض ایک عیاش طبع انسان تھا اور اس نے دوسروں کی ذہنی عیاشی کے لیے چند باتیں تحریر کر دیں جن کا حقیقت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

موجودہ معاشرے کے نوجوان مردانہ کمزوری کے باوجود اپنی منکوحہ بیوی کی خبر گیری چھوڑ کر دوسری عورتوں کی صحبت اختیار کرنے کے چکر میں پڑے رہتے ہیں اور اس خیال کو بہتر تصور کرتے ہیں۔ نوجوان اس بات کو نہیں سمجھتے کہ بھلائی کے مقابلہ میں برائی کو پسند کرنا عقلمندی کے خلاف ہے۔ اگر خدانخواستہ کسی نوجوان کے اندر یہ عادت موجود ہے تو وہ عقل کے زور سے اس برائی پر غور کر کے اس کو چھوڑنے کی کوشش کرے۔

۱۔ اگر اس عادت کو چھوڑنا ممکن نہ ہو سکے تو اس عیب کو بحیثیت عیب

کرے ذکر بطور ہنر..... بہتر یہی ہے کہ اپنی عقل کو استعمال کرتے ہوئے اپنی منکوحہ بیوی کو چھوڑنے کا خیال دل سے نکال دیا جائے۔ اگر بیوی کی تسلی کے بعد بھی شہوت زور کرے تو دوسری شادی کی طرف متوجہ ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ اگر کوئی مرد اپنی بیوی کی تسلی نہیں کرتا تو وہ اپنے شوہر سے ناامید ہو کر اپنی طبیعت کے مطابق غیر مرد سے مشغول ہو جائے گی۔ اس لیے ہم پھر تاکیداً بتاتے ہیں کہ اپنی منکوحہ بیوی کو چھوڑ کر ہرگز برے کاموں کی طرف توجہ نہ دیں۔

اگرچہ جوانی کے آغاز میں شہوت میں شدت اور زبردست دماغی قوت کی وجہ سے مرد کو ہر عورت پر عبور حاصل ہوتا ہے۔ لیکن نوجوانی کا نشہ اترتے اور کثرت جماعت کی وجہ سے عام طور جسمانی قویٰ اور خاص طور پر قوت شہوت کمزور ہو جاتی ہے بعض اوقات ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ کثرت جماعت اور عیاشی کے سبب مرد بالکل ناکارہ ہو گیا اور کسی قابل نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنی بیوی کی تسلی نہ کر سکا۔ جس کی وجہ سے اس کی بیوی اس کی موجودگی ہی میں دوسرے مردوں سے مل کر اس کو ذلیل وخوار کر کے گھر سے نکال دیتی ہے۔ اور پھر اس کی شکل دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتی۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ جب تک انسان اپنے زمانے کے عیاش مردوں اور فاحشہ وبے حیا عورتوں کی صحبت میں نہ بیٹھے وہ اس وقت تک دنیوی عقل وحواس اور نشست وبرخاست کی لیاقت حاصل نہیں کر سکتا۔ اس بات

کا یہ مطلب ہرگز ہرگز نہیں لینا چاہیے کہ شریف آدمی ان کی صحبت میں بیٹھ کر اپنی نیک نامی برباد کرے۔ آج کے دور میں یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ اکثر لوگ صرف سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے عیاشی کو اختیار کرتے ہیں اور پھر ضعفِ شہوت کے وقت (جس کی پہلی نشانی سرعت انزال ہوتی ہے) عیاشوں میں بیٹھ کر نشہ استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ کیونکہ نشہ ممسک ہوتا ہے۔ ان تمام باتوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ صرف چند روزہ زوالِ شباب کو دور کرنے کے لیے اپنے ذمہ برائیاں اور بدنامیاں لینا انسان جو کہ اشرف المخلوقات ہے کے شایانِ شان نہیں ہے۔ اس لیے کوشش کرکے ان تمام اشیا سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

ہم سب کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ مکر و فریب عورت کی فطرت میں شامل ہے۔ اس لیے عقل و مذہب کے نزدیک ان کی وفاداری اور دوستی پر قطعی اعتماد نہ کرنا چاہیے۔ عورت صرف اُسی وقت تک دوست ہوتی ہے جس وقت تک اُس کو کوئی دوسرا مہربان نہیں مل جاتا۔ جب عورت کسی دوسرے کے پہلو میں بیٹھ جاتی ہے تو وہ آپ کی شکل تک سے نفرت کرنے لگتی ہے۔

عورت چونکہ اُلٹی پسلی سے پیدا ہوتی ہے۔ اور کبھی کسی نے الٹے سے سیدھا پن ہوتے نہیں دیکھا۔ لیکن اس سب کے باوجود دنیوی آرام و آسائش صرف عورت پر منحصر ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ عورت ہی دنیا ہے تو غلط نہ ہوگا۔

حکیم جالینوس اور شیخ الرئیس محمد بن ذکریا کے اقوال کے مطابق جملہ فضلات

بدن کی طرح مادہ منویہ بھی ایک فضلہ ہے اور عام فضلات کی طرح اس کا بھی بدن سے نکلنا ضروری ہے کیونکہ اس کے روکنے سے مختلف قسم کی بیماریاں (جن کو اس کتاب میں مفصل طور پر بیان کیا جائے گا) پیدا ہو کر انسان کو بدمزاج بنا دیتی ہیں۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ زائد والی چیز کو حسب مزاج باعتدال طریق پر نکالنا مناسب اور ضروری ہے۔ بعض لوگ جو مباشرت سے منع کرتے ہیں اور اس کے فوائد سے انکار کرتے ہیں۔ ان کے قول کا باطل ہونا تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہو چکا ہے۔ موجد طب فاضل بقراط اور حکیم جالینوس فرماتے ہیں کہ

"وہ جوان جن کی منی کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر مباشرت چھوڑ دیں تو ان کا ہاضمہ خراب اور سر بھاری رہنے لگتا ہے چنانچہ بہت سے طلبہ جو فلسفہ سیکھنے کے باعث فعلِ مباشرت سے رُکے ہوئے تھے۔ اُن میں منی کی کثرت کی وجہ سے رگیں بند ہو گئیں اور سردی کا غلبہ ہو کر بدنی حرکات کمزور ہو گئے اور وہ بغیر کسی وجہ کے فکر اور غم میں مبتلا رہنے لگے۔ یہاں تک کہ بعض میں پاگل پن کی علامات ظاہر ہونے لگیں تو ان کو مباشرت کا حکم دیا گیا۔ کچھ ہی مدت میں تمام عوارض اور بیماریاں دور ہو گئیں اور اِن کو صحتِ کلی حاصل ہو گئی۔"

اس کے علاوہ محمد بن ذکریا ایک جگہ تحریر کرتے ہیں کہ

"ترک جماع کا نقصان دائمی انتشار اور کبھی کبھی سخت درد جو

کہ بعض اوقات تشنج تک پہنچ جاتا ہے، کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔"

کثرت منی کو خارج کرنا خاص طور پر جوانوں میں خوشی، نفسانی اور جذباتی حرکات میں سہولت، فکر و غم کو دور کرنے۔ برے خیالات اور غصے وغیرہ کو دور کرنے کا باعث ہوتا ہے۔

جس وقت آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس وقت اس کی حرص جوان ہوتی ہے۔ شہوت کی آگ بجھ جانے کے بعد مرد کی کوئی غرض بھی عورت سے متعلق نہیں ہوتی۔ اگر کوئی شخص آسودہ حال ہے تو ہر شخص اس کا خبرگیر اور مددگار ہوتا ہے لیکن اگر آسودگی نہیں ہے تو ماں باپ بہن اور بھائی وغیرہ بھی بات نہیں پوچھتے چہ جائیکہ بیوی جس سے غربت کے باوجود سوائے نان نفقہ کے کوئی تعلق نہیں ہوتا جیساکہ دنیا دار حضرات جانتے ہیں۔ عقلمند حضرات جس قدر ان کاموں کے انجام اور پس و پیش پر غور و فکر کر کے علیحدہ رہیں گے۔ اتنا ہی آرام و آسائش سے زندگی گذاریں گے۔

اولاد کی زیادتی دنیاوی مشکلات میں اضافہ کا باعث ہے۔ تجربے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ کثرت مباشرت کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص ایک سے زیادہ نکاح کرتا ہے تو لامحالہ وہ مباشرت بھی زیادہ کرے گا اور نتیجے کے طور پر اولاد بھی زیادہ ہوگی۔ جتنی اولاد زیادہ ہوگی مشکلات بھی اتنی بڑھتی چلی جائیں گی۔ یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ اگر مباشرت ایک حد کے اندر رہ کر کی جائے تو زندگی آرام اور سکون سے بسر ہوتی ہے

اور یہ اعضائے جسمانی کے لیے بھی مناسب ہے۔ لیکن آج کل کے کم عقل اور جاہل لوگ چوبیس گھنٹے میں کئی کئی مرتبہ مباشرت کر کے کچھ ہی عرصہ میں اتنے کمزور ہو جاتے ہیں کہ پھر ایک مرتبہ روزانہ مباشرت کرنے پر بھی قادر نہیں رہتے حالانکہ کئی کئی مباشرتوں سے عورت کی تسکین بھی نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان لوگوں کا جماع صرف اپنی شہوانی آگ بجھانے کے لیے ہوتا ہے۔ اور ان کا مقصد صرف خود کو لطف اندوز کرنا ہوتا ہے نہ کہ عورت کو منزل کرانا۔ اکثر لوگ اپنی کم عقلی کی وجہ سے عورت کی تسلی اور انزال کے راز سے ناواقف ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جب عورت منزل نہیں ہوگی تو وہ بار بار جماع کی خواہش مند ہوگی۔ اس وجہ سے ایک وقت ایسا آتا ہے کہ مرد کی شہوت بالکل ختم ہو جاتی ہے لیکن عورت کی خواہش اپنی جگہ قائم رہتی ہے۔ اس کی وجہ سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عورت میں شہوت مرد کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔ حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ عورت کی شہوت کم ہونے کی پہلی دلیل یہ ہے کہ طبی نقطہ نگاہ سے عورت کا مزاج سرد تر ہوتا ہے اور سردی تمام قوتوں کو مردہ اور ڈھیلا کر دیتی ہے۔ اس سے بھی زیادہ یہ کہ اگر عورت کی شہوت زیادہ ہوتی تو قرآن کریم میں ایک ایک مرد کیلئے ۲-۳-۴-۴ عورتوں کی اجازت کیونکر ہو سکتی تھی؟ اگر عورت میں شہوت زیادہ ہوتی تو قرآنی فرمان اس کے برخلاف ہوتا۔ عام مشاہدہ سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو عورت بھی دنیا میں آئی کسی مرد سے اس کا نکاح ضرور ہوا۔ آج تک کی تاریخ کے مطالعہ سے کوئی ایسی مثال موجود

نہیں ہے کہ کسی عورت نے اپنی شہوت زیادہ ہونے کی وجہ سے اپنے شوہر کو چھوڑ دیا ہو بلکہ یہی تجربہ ہوا ہے کہ عورتیں اپنے شوہر کی عدم خبرگیری اور بے پروائی کی وجہ سے فاحشہ اور بے حیا ہو گئیں۔ اور یہ بھی نشر نا ویس ہی نہیں بلکہ رزیل ترین لوگوں میں بھی بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہوا ہے۔ بلکہ اکثر عورتیں اپنے شوہر کی نامردی کو خفیہ رکھتے ہوئے عمر بھر ان کی صحبت میں گذارہ کرتی ہیں۔ یہ بھی ہوتا ہے کہ جو عورت آغاز جوانی ہی میں بیوہ ہو جائے وہ تا زندگی دوسرے شوہر کا منہ نہیں دیکھتیں۔

آج کل کے مرد اپنے اور اپنے جنسی ساتھیوں کے عیب چھپانے کے لیے عورتوں پر الزام لگا کر ان کو طعن و تشنیع کرتے رہتے ہیں حالانکہ عورت میں شہوت کی زیادتی کا کوئی ثبوت نہیں دے سکتے۔ عورت کی شہوت کی زیادتی تو اسی وقت ثابت ہو سکتی ہے کہ وہ مرد کے ساتھ منزل ہوا در پھر بھی اس کی خواہش باقی رہے۔ عورتیں اپنی فطری حیا اور شرم کی وجہ سے اصل حال نہیں بتاتیں اور ناواقفی کی وجہ سے مرد عورتوں کو زیادہ پُر شہوت سمجھتے ہیں۔ اس لیے اگر اس فن سے واقفیت ہو تو دونوں ہی لطف اندوز ہوں گے اور ان کا آپس میں رشتہ محبت مزید گہرا اور مضبوط ہو گا۔

مردانہ عضو کے بارے میں....

خداوند قدوس نے انسانی آلۂ تناسل کو ڈھیلا اور چھوٹا ہونے کی حالت میں بھی ظاہر رکھ کر تمام حیوانوں کے برخلاف ایک امتیازی طرز رکھتا ہے۔ بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ انسانی جسم کے تمام اعضاء کے علاوہ صرف انسانی عضو تناسل کو ایک عجیب و غریب خاصیت عطا فرمائی ہے کہ یہ انتشار کی صورت میں ایک دم بڑا اور لمبا ہو جاتا ہے اور پھر ڈھیلا ہونے کی صورت میں چھوٹا اور ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ ایک ہی عضو کو جب ضرورت دو مختلف حالتیں عطا کرنے میں اس کی نوعیت اور خاص فعل کی طرف کی طرف اشارہ ظاہر ہوتا ہے۔ ورنہ اگر صرف پیشاب ہی نکالنے کی غرض ہوتی تو اس کو اتنا لمبا کرنے کی ضرورت نہ تھی بلکہ عورتوں اور خواجہ سراؤں کی طرح کھال میں ایک سوراخ ہی اس مقصد کے لیے کافی ہوتا۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس کو لمبی شکل میں پیدا کرنے کی وجہ فعل مباشرت اور بچہ دانی تک منی پہنچانا ہے۔ جس کی وجہ سے سلسلۂ نسل جاری رہے۔ تنا ہوا عضو تناسل پیدا کرنے کی ضرورت اس لیے نہ تھی کہ یہ حالت صرف اور صرف جماع کے لیے ضروری ہے۔ جو صرف اتفاقیہ ظہور پذیر ہوتی ہے۔ اور پیشاب خارج

کرنے کے لیے ہمیشہ ڈھیلے پن کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا ان دونوں چیزوں
کو قادرِ مطلق نے مدِنظر رکھ کر اِس کو بنایا اور مختلف حالتیں دونوں کام کرنے
کے لیے مقرر کر دیں اور قضیب کو گوشت والا رکھا تاکہ بوقتِ ضرورت گھٹ
یا بڑھ سکے۔

عضوِ تناسل کو قادرِ مطلق نے تین مختلف نالیوں سے مرکب کیا ہے۔ سب
سے اوپر پیشاب کی نالی ہوتی ہے اس کے کچھ نیچے مذی کی نالی ہے اور سب
سے نیچے منی کی نالی ہے۔ لیکن باہر آکر یہ تینوں نالیاں اکٹھی ہو جاتی ہیں پیشاب
کرتے وقت ایک لیسدار رطوبت۔ جس کو ودی کہا جاتا ہے پیشاب کی نالی سے
خارج ہوتی ہے۔ چونکہ پیشاب بہت تیز ہوتا ہے اور کافی مقدار میں خارج
ہوتا ہے اس وجہ سے لیسدار رطوبت پہلے نالی کو چکنا کر دیتی ہے تاکہ پیشاب کے
تیزی سے خارج ہونے اور دیر تک جاری رہنے کی وجہ سے پیشاب کی نالی
میں خراش پیدا نہ ہو۔ یہ لیسدار رطوبت گردن مثانہ کے قریب موجود ایک
گلٹی سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کے نکلنے کی صورت یوں ہوتی ہے کہ پیشاب
کی حرکت کے وقت اِس گلٹی پر دباؤ پڑتا ہے جس کی وجہ سے یہ پہلے اسی
راستے سے نکلتی ہے۔ جب یہ لیسدار رطوبت زیادہ ہو تو گاڑھی ہو جاتی ہے
اور پیشاب کے بعد بھی نکلتی رہتی ہے ..... مذی وہ رطوبت ہے جو منی کی
نالی کو نرم اور کشادہ کرنے کے لیے شروع شہوت کے وقت نکلتی ہے...
کیونکہ مادۂ منویہ صرف سخت شہوت کے وقت باہر نکلتا ہے۔ اس وجہ سے
منی سے پہلے مذی ظہور میں آتی ہے .... بعض

اوقات ضرورت صرف منی کی نالی کو نرم کرنے کے لیے نکلتی ہے تو بظاہر معلوم ... کی نالی کو منی کی نالی سے علیحدہ کر رکھنے میں حکمت یہ ہے کہ یہ منی سے مل کر اس کو خراب نہ کر دے۔

جماع کے فوائد

اگر مباشرت معتدل اور مقررہ وقتوں میں کی جائے تو اس سے فاضل فضلات نکلنے کی وجہ سے (جو حرارت طبعی کو دبائے ہوئے ہوتے ہیں) حرارت عزیزی کو ابھارتا، بدن کو ہلکا کرتا اور غذا کو ہضم کر کے جسم کو مستعد کرتا ہے۔ کیونکہ جب غذا کے جوہر میں گھسے ہوئے فضلے نکل جاتے ہیں تو بدن تحلیل شدہ مادہ کا نعم البدل اور غذا سے ترقی حاصل کرنے کے قابل ہو جاتا ہے اور روح کے فضلات تحلیل کر کے جسم کو فرحت پہنچاتا ہے بخارات وخانیہ ۔ کے دور ہو جانے کی وجہ سے یہ فعل روح کی کدورت اور گرمی کو زائل کر کے غصہ کو دور کرتے اور عقل کی سلامتی کا باعث بنتا ہے۔ لذت جماع کی وجہ سے روح کو کشادگی حاصل ہوتی ہے اور باہر کی طرف حرکت کرنے کی وجہ سے طبیعت کے پریشان کن خیالات دور ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ فکر روح کے اندر بند ہونے اور سکڑنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ فعل جماع

منی کے رُکے ہوئے دھوئیں کو دل و دماغ سے دُور کر کے طبیعت کی
خوشی کی وجہ سے برے خیالات، مالیخولیا، ور اکثر امراض سوداوی کو دُور کرتا ہے

ایک طویل مدت تک فعل جماع کو چھوڑنے اور مادہ منویہ کے اپنے ظرف
میں بند رہنے کی وجہ سے آنکھوں میں اندھیرا، چکر، سر کا بوجھل رہنا اور کمر میں
درد جیسے امراض لاحق ہونے کا موجب ہوتا ہے۔ اور جب بھی مباشرت
کی جائے تو صحت واپس آجاتی ہے۔ جس وقت مزاج مباشرت کا خواہاں ہو
اُس وقت اگر کسی بھی وجہ سے مباشرت ترک کر دی جائے تو بدن سرد ہو
جاتا ہے اور بھوک جاتی رہتی ہے اور بغیر مباشرت کئے ان امراض سے
پیچھا نہیں چھوٹتا۔ جن لوگوں کے جسم میں بخارات اور مواد بہت زیادہ
ہوتا ہے اِن کو مباشرت ہی ضائع کرتی ہے۔ جب ظرف میں مادہ منویہ کافی
مقدار میں جمع ہو جاتا ہے تو یہ گھٹ کر حرارت عزیزی کو سرد کرتی ہے اور
یہ چیز تمام جسم کی سردی کا باعث بنتی ہے۔ یہی وجہ ہے منی کبھی کبھار زہریلی
بھی ہو جاتی ہے اور اس سے بخارات اُٹھ کر غشی اور مرگی وغیرہ کے امراض
پیدا کر دیتی ہے۔ اِن سب امراض کو جماع ہی سے دُور کیا جا سکتا ہے۔

مادہ منویہ کے باہر نکلنے کی وجہ سے کمزوری کا پیدا ہونا ایک فطری عمل
ہے۔ کثرت جماع کرنے والوں کو سردی، بدن میں کمزوری سستی، حرارت
عزیزی کا گھلنا اور قوت کا جلد ٹوٹ جانا جیسے امراض لاحق ہو جاتے ہیں زیادہ
جماع کرنے سے بدن سرد ہو جاتا ہے اور حواس دماغی، آنکھ اور کان وغیرہ
بے کار ہو جاتے ہیں پنڈلیوں میں اس قدر درد اور ضعف لاحق ہو جاتا ہے

کہ ان کے لیے جسم کا وزن اٹھانا مشکل ہو جاتا ہے۔ کثرتِ ضعف کی صورت
میں تمام اعضا خصوصاً سر سے لیکر آہستہ پشت تک چیونٹیاں سی چلتی ہوئی محسوس
ہوتی ہیں۔ اس کے بعد دماغ اور پٹھوں میں کمزوری کی وجہ سے رعشہ
اور بے خوابی جیسی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ بیرونی گرمی کمر میں جذب ہو کر
دردِ پشت اور دردِ گردہ و مثانہ کا باعث ہوتی ہے۔ اور جسم میں رطوبت کی
کمی کی وجہ سے بال خورہ کی پیدائش ہوتی ہے۔ قبض کی وجہ سے دردِ قولنج تکالیف
میں مزید اضافہ کرتا ہے۔ منہ اور مسوڑھوں کے سڑ جانے کی وجہ سے بات
کرتے ہوئے بدبو پریشان کرتی ہے۔ جماع کے بعد بدن میں کپکپاہٹ پیدا
ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ اور جماع کے ایک ساعت بعد متعفن اخلاط اپنی بدبو
سے دماغ کو سخت نقصان پہنچاتے ہیں۔ ضعفِ ہضم والے لوگوں کو جماع
کے بعد پیٹ میں گڑبڑ محسوس ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ جن لوگوں کو جماع
کرنے سے ہچکی یا سانس کی تنگی اور آنکھوں کا بیٹھ جانا یا بھوک کا جاتا رہنا
جیسے مرض لاحق ہوں ان سے حتی الامکان پرہیز کرنا بہتر ہوتا ہے۔ اس
طرح وہ لوگ جن کے سینے یا معدہ میں کمزوری ہو ان کو بھی جماع سے
پرہیز کرنا چاہیے۔ جو عورتیں حمل گرانے کی عادی ہوں ان سے بھی علیحدگی اختیار
کرنی چاہیے۔

جماع کیلئے بہترین وقت

جماع کے لیے اعلیٰ اور بہترین وقت وہ ہے جب بغیر تکلفات یعنی بُرے خیالات یا ننگی صورت دیکھے بغیر انتشار پیدا ہو۔ دوسرے لفظوں میں کثرتِ منی انتشار کا باعث ہو اور پیٹ زیادہ بھرا ہوا ہو اور نہ ہی بالکل خالی ہو۔ قے اور اسہال کی شکایت یا نکسیر اور بواسیر کی وجہ سے خون زیادہ نہ بہا ہو۔ پسینہ زیادہ نہ نکلا ہو اور ہیضہ وغیرہ کی شکایت پیدا نہ ہوتی ہو اور ایسی مشقت جو جسمانی قوتوں کو کمزور کر دیتی ہے نہ کی ہو۔ پیشاب اور پاخانہ کے اخراج میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہوتی ہو۔ اس کے علاوہ یہ بھی خیال کرنا چاہیے کہ موسم بہت زیادہ سرد یا گرم نہ ہو۔ گرمی میں سردی کی نسبت کم نقصان ہوتا ہے اسی طرح رطوبت سے بہ نسبت خشکی کے نقصان کم ہوتا ہے کیونکہ رطوبت کی موجودگی میں جماع کرنے سے ہضم خراب ہونے کے علاوہ حرکت کی وجہ سے سُدے وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اگر اتفاقیہ معدہ بھرا ہونے کی حالت میں موقع ہو تو جماع کے بالکل حرکت نہ کرے اور دیر تک سوتے رہنے کی وجہ سے دواؤں سے اس کا تدارک ممکن ہے۔ سُدّوں کے لیے سکنجبین کا استعمال مناسب ہے۔ پیٹ بھرے ہونے کی نسبت پیٹ کا خالی ہونا اس لیے زیادہ

مضر ہے کہ طبعیٰ حرارت نہ بجھنے اور روح تحلیل ہونے کی وجہ سے چربی کا گھلنا اور دق وغیرہ کے عوارض لاحق ہو جاتے ہیں۔ خالی پیٹ سے صرف معدہ کا خالی ہونا ہی مراد نہیں ہے بلکہ چاروں ہضم کامل ہو کر سچی بھوک لگی ہوتی ہو اس کے ضرر کو دور کرنے کے لیے اچھے جوہر والی غذائیں (جو منی زیادہ پیدا کرتی ہوں) استعمال کریں اور تخمہ (غذا کا خراب ہو کر بری حالت میں تبدیل ہو جانا) کی حالت میں بے احتیاطی ہو جائے اور اس خرابی کو دور کرنے کی حتی المقدور کوشش کریں۔ اور اگر قوی استفراغات کی صورت میں جماع سرزد ہو جائے تو فوراً ارواح و حرارت عزیزی اور منی کی کمی کو دور کرنے کے لیے اعضائے رئیسہ کو تقویت پہنچائیں۔ اور پھر اخلاط پیدا کرنے والی غذائیں میں مشغول ہوں۔

اگر ہیضہ کی صورت میں جماع سرزد ہو جائے تو تخمہ کے موافق غذا بیر اختیار کریں۔ لیکن اس حالت میں تقویت کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ اور محنت و مشقت کی حالت میں مقوی اشیا کا استعمال زیادہ کریں۔ اور حرکات نفسانی کے بعد جماع کرنے میں جہاں تک ممکن ہو حرارت عزیزی و روح کو قوی کرنے پر اپنی توجہ مبذول کر دیں اگر زیادہ گرمی اس کا اتفاق ہو تو دفع حرارت اور تقویت... اور زیادہ سردی کی حالت میں اس کا اتفاق ہو تو دفع سردی اور حرارت سے زیادہ تقویت کا خیال کریں کیونکہ حرارت عزیزی اور قوتوں کے لیے سردی قاتل ہے۔ رطوبت کی حالت میں فوری طور پر ضرر نمایاں نہیں ہوتا۔ جس وقت ضرر محسوس ہو تو تقویت کریں اور خشکی کی حالت

یں خالی پیٹ کی تدابیر استعمال کریں۔

جماع کھانا کھانے کے تقریباً پانچ یا چھ گھنٹے کے بعد یعنی تقریباً آدھی رات گذرنے کے بعد کریں تاکہ اس کے بعد دیر تک سونے کے سبب جماعی کمزوری اور ضرر دفع کرکے بدن بخوبی آرام حاصل کر سکے اور نطفہ قرار پاکر صحیح وسالم لختِ جگر کی پیدائش کا باعث ہو۔

حاصل مطلب یہ ہوا کہ جماع کا اصل وقت وہ ہے کہ جب منی کی زیادتی کی وجہ سے تقاضا ہوا وراس کو دُور کرنے سے بدن ہلکا وچست اور حواس تیز ہوں۔ صحت کی حفاظت کرنے والوں کو چاہیے کہ دو صحبتوں کے درمیان اتنا فاصلہ ضرور مقرر کریں کہ اس کے بعد کمزوری اور مزاج میں کسی قسم کا تغیر محسوس نہ ہو۔ اس حد سے گذرنے کی صورت میں اپنی صحت سے ناامید ہو جانا بہتر ہے۔ آج کل کے بعض لوگ ایسی باتوں پر ہنستے اور طعن کرتے ہیں اور اپنے خیال میں اپنی منی کو صحیح خیال کرکے کچھ دن کامیاب ہوتے ہیں لیکن انجام کار نقصان اُٹھاتے ہیں اور دنیا بھر میں بدنام ہوتے ہیں۔ اور اُس وقت وہ اپنی بیوقوفی کا اقرار کرتے ہیں لیکن ہوتا یہ ہے کہ

"اب پچھتاتے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت"

جماع کی صُورت

جماع کی تمام صورتوں میں صحیح، نقصان سے بے خوف اور مادہ منویہ کے بآسانی نکلنے کے اعتبار سے صحیح طریقہ یہ ہے کہ نرم اور ہموار بستر پر عورت لیٹے اور مرد دوزانوں کھڑے ہو کر عورت کے دونوں پاؤں اُٹھا کر اپنی بغلوں میں رکھنے کے بعد پیڑو سے پیڑو، پیٹ سے پیٹ، سینے سے سینہ اور ہونٹ سے ہونٹ ملا کر آہستہ آہستہ اپنے کام میں مشغول ہو۔ اس طریقہ کے علاوہ دوسرے تمام طریقے جس میں عورت کو اوپر لیکر مرد نیچے سے بمشکل حرکت کرے مشکل سے منی نکلنے کی وجہ سے صحت کیلئے سخت مضر ہیں۔ کیونکہ اس طرح انزال کے وقت مادہ منویہ کی حرکت اوپر کی جانب ہوگی حالانکہ طبعی سیلان نیچے کی جانب حرکت مانگتا ہے لہذا مادہ منویہ بآسانی خارج نہ ہوگا بلکہ بعض اوقات جب کہ منی کا اخراج تیز اور خراش کن ہو باقی ماندہ مادہ منویہ عضو مخصوص ہی میں گل سڑ کر زخم ڈال دیتی ہے۔ اس کے علاوہ اکثر عورت کی شرمگاہ کے مقابل اور کشادہ ہونے کی وجہ سے اس کی رطوبت بہہ کر انزال کے وقت منی نکلنے میں دقت پیدا کرتی اور حسب مراتب خرابی کا باعث ہوتی ہے۔ اکثر کمزور لوگ (جو کھڑے ہو کر جماع کرنے سے معذور ہوتے ہیں) اس شکل کو اختیار کرتے ہیں۔ چونکہ

یہ صورت سب سے زیادہ نقصان کا موجب ہوتی ہے۔ اس لیے اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور دوسری تمام صورتیں جو اس سے کم نقصان دہ ہیں بے کار خیال کر کے اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے ترک کر دی ہیں۔ اگر ان کے مطالعہ کی ضرورت محسوس ہو تو دوسری کتب کا مطالعہ کریں۔

رطوبات کی موجودگی (ماہواری کے دوران) میں مباشرت کرنے سے بدنی حرکات سے رطوبتیں پتلی ہو کر جماع سے کمزور شدہ پٹھوں کی طرف پہنچ کر فالج اور لقوہ جیسی خوفناک بیماریوں کا باعث بنتی ہیں۔ اس کے علاوہ رطوبات میں پیدا شدہ بخارات دماغ میں پہنچ کر طبیعت کو پریشان کرتے ہیں اکثر اوقات رطوبات بدن جماع کی گرمی سے سخت گرم ہو کر بخاروں کا باعث ہوتی ہیں۔

کثرتِ حرکات اور رطوبات نکلنے کی وجہ سے مباشرت خشکی پیدا کرتی ہے۔ اور پیٹ کا خالی رہنا بھی خشکی پیدا کرتا ہے اس لیے اگر خالی پیٹ مباشرت کی جائے خشکی زیادہ ہو کر تمام قوتوں کو توڑ دیتی ہے اور خشکی کے امراض پیدا ہوتے ہیں جو بہت ہی مشکل سے اچھے ہوتے ہیں۔ اس سے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچتی ہے کہ پیٹ خالی ہونے کی صورت میں مباشرت کا فعل سرانجام دینا تمام حالتوں سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے خشکی پر خشکی، کمزوری پر کمزوری اور حرارت طبعی کی کمی پر کمی اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ دق اور سوکھے کے لاعلاج مرض پیدا ہونے کا خدشہ لاحق ہو جاتا ہے۔

محکم سیری کی حالت میں (جبکہ غذا معدہ میں کچی حالت میں موجود ہو) مباشرت کرنے سے کچی غذا اعضا میں جذب ہو کر سدوں کا باعث بنتی ہے اور اس فعل کا

لازمی اثر معدہ کو ضعیف کرتا ہے کیونکہ طبیعت و روح جماع کی لذت کے سبب اس طرف راغب ہو کر معدہ وغیرہ سے تقریباً بے خبر ہو جاتی ہیں طبیعت و روح کے فعل منقسم ہونے اور نفس شغل جماع اور اُس کی لذت میں مصروف ہونے کے باعث ہضم سے باز رہتے ہیں لہذا ضعف ہضم قوی ہو جاتا ہے لیکن خالی معدہ صحبت کرنے کے نتائج انسانی جسم کے لیے نہایت مضر ہیں پس ثابت ہوا کہ خالی معدہ، سردی اور خشکی میں مباشرت کرنا شکم سیری اور بدن کی گرمی اور تری میں مباشرت کرنے سے بدتر ہے۔

سب سے بہتر یہ ہے کہ سچی شہوت کے وقت مباشرت ہو یعنی مادہ منویہ کی کثرت عضو مخصوص کو حرکت اور انتشار میں لائے اور جماع کی طرف متوجہ کرے نہ یہ کہ اچھی صورتوں وغیرہ کے خیال اور دیگر امور کی وجہ سے کیونکہ وہمی خیالات کبھی کبھی بدن میں بڑے بڑے تغیرات پیدا کر دیتے ہیں..... سچی اور جھوٹی شہوت میں فرق یہ ہے کہ سچی شہوت سے جماع کے مذکورہ فوائد کے علاوہ مادہ منویہ کے نکلنے کی وجہ سے بدن ہلکا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ منی کا بوجھ بدن کو بوجھل کرتا ہے اور بدن قابل دفع فضلوں کی وجہ سے بوجھل ہوتا ہے اور فضلوں کی زیادتی کی وجہ سے قوتیں اور طبعی حرارت دب کر جان کو اٹھانے سے عاجز ہو جاتی ہے۔ بوجھ اور ریاح ٹلنے کی وجہ سے طبیعت تندی کی خواہاں ہوتی ہے اور جھوٹی شہوت اس کے بالکل برخلاف ہوتی ہے۔

چھیڑ چھاڑ کا فائدہ

عورت کا مزاج سرد تر ہونے کی وجہ سے اُس کی منی بہت دیر میں حرکت کرتی ہے۔ جماع میں بوجہ حرارت مرد کے جلد منزل ہو جانے سے عورت کی منی کا حرکت میں آنا ممکن نہیں۔ لہٰذا دونوں کا ایک ساتھ منزل ہونا نہ صرف مشکل ہو جاتا ہے بلکہ نا ممکن ہوتا ہے۔ اس لیے ملاعبہ یعنی چھیڑ چھاڑ عورت کی منی کو حرکت دینے اور پگھلانے کے لیے اور دونوں کو ایک ساتھ منزل کرانے کے لیے بہت ضروری ہے۔

چھیڑ چھاڑ کے طریقے

چھیڑ چھاڑ کی ایک قسم چھاتی کی بھٹنی کو انگلی سے چھیڑنا ہے۔ یہ اس وجہ سے کیا جاتا ہے کہ عورت کی شہوت کو جوش اور منی کو حرکت ہو اگرچہ چھاتیاں منی کی جگہ نہیں لیکن یہ چونکہ رحم سے بہت زیادہ مشارکت رکھتی

ہیں اس وجہ سے بہت جلد شہوت کو جوش اور منی کی حرکت وقوع پذیر ہو جاتی ہے۔ اگرچہ عورتیں مزاج اور طبیعت میں مختلف ہوتی ہیں مگر چونکہ مردوں کی عادت اور رغبت کی وجہ سے اکثر چھاتیوں ہی کا حساس ہوتا ہے اس وجہ سے عورتوں کو اس کی زیادہ رغبت ہوتی ہے اور بہ سبب بلندی و پُرگوشتی نیز ان کی موزونیت اور خوبصورتی اور سختی محسوس ہونے کی وجہ سے مرد اس طرف راغب ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اکثر عورتیں بوقت انزال کے چھاتیوں کے چھونے کی طرف مائل ہوتی ہیں۔

۲۔ چھیڑ چھاڑ کی دوسری قسم فرج یعنی شرمگاہ کے اوپر ناخن سے کھجانا ہے۔ کیونکہ اس جگہ گوشت کم اور پٹھے زیادہ ہوتے ہیں اس وجہ سے اس جگہ کا کھجانا بہت لذت دینے والا۔ عورت کی شہوت کو بھڑکانے والا اور منی کو جوش میں لانے کے لیے بہت ہی موثر ثابت ہوتا ہے۔ اگرچہ عورتوں کے اختلاف مزاج کے موافق پیڑو اور ران وغیرہ کا مساس بھی ان کی شہوت کو جوش دلانے میں ممد و معاون ثابت ہوتا ہے لیکن ان دونوں جگہوں کے برابر جلد اثر کرنے والا نہیں ہوتا نیز مذکورہ بالا دونوں طریقے تمام طرح کی عورتوں میں بہت جلد اور قوی موثر ہوتے ہیں۔

جس وقت عورت کی طبیعت مباشرت کی طرف مائل ہو تو جس جگہ بھی ہاتھ لگایا جائے وہ خوشی اور لذت کا باعث ہوتا ہے۔ پس جس طرف میلانِ طبیعت

اور شہوت کا جوش پائیں آہستہ آہستہ مساس کریں حتیٰ کہ عورت کی آنکھیں سُرخ ہو جائیں کیونکہ سخت لذت کے وقت روح خون کی مدد سے باہر کی طرف جوش مارتی ہے بدیں سبب آنکھوں میں اُن کی صفائی کے وقت بہت جلد سرخی ظاہر ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات شدتِ لذت کے وقت سانس کے متغیر ہونے کے سبب پتلی اوپر چڑھ جاتی ہے نیز اور خاص خاص تغیرات آنکھوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ کیونکہ بقول بقراط اعضائے تناسل خصوصاً رحم سے آنکھوں کو خاص مشارکت ہے۔ سخت لذت کے وقت سانس پھول جاتا ہے۔ کیونکہ لذت کی وجہ سے پریشان حرکتیں ظہور میں آکر دل اور سانس کے اعضاء کو گرم اور روح وطبعی حرارت کو جوش میں لاتی ہیں جس سے روح ٹھنڈی ہوا کی خواہش کرتی ہے اور عورت مرد سے لپٹتی ہے کیونکہ شدتِ لذت کے وقت رحم مرد سے مل کر منی کھینچنے کے لیے سخت حرکت کرتا ہے۔ بلکہ اکثر عورتیں اس حالت میں اپنا پیر مرد کی کمر میں لپیٹ کر اپنی طرف کھینچتی ہیں تاکہ عضوِ تناسل رحم کے قریب تر ہو جائے۔ مرد کو چاہیے کہ اس وقت عورت کی دونوں ٹانگیں اٹھا کر اپنی کنج ران میں رکھے تاکہ رحم کی گہرائی پہنچی ہو کر اس کی گردن بلند ہو جائے اور اس سے چھو کر پوری لذت حاصل کر کے منزل ہو جائے۔ پس اس وقت عضوِ تناسل عورت کی شرمگاہ میں داخل کر کے خفیف حرکت کر کے ساتھ رحم کے منہ کو چھیڑے کیونکہ بغیر اس کے نہ تو عورت کو پورا مزا حاصل ہوتا ہے اور نہ ہی انزال ہوتا ہے۔ جب عورت کی بے تابی انتہا کو پہنچے تو سخت حرکت کر کے دونوں ایک ساتھ منزل ہوں۔ کیونکہ دونوں کے ایک ساتھ منزل ہونے سے عورت خوش اور اس کی شہوت

دفع ہوجاتی ہے اور حمل کا بھی قیام ہوتا ہے۔

عورت کے انزال کی پہچان

چھیڑ چھاڑ کے وقت مرد کی قربت کا اشتیاق (جو کہ آنکھوں کے مستانہ اور متغیر رنگ اور دوسری پریشان حرکتوں سے معلوم ہوسکتا ہے) ہوتا ہے قربت کے وقت مرد سے لپٹنے کی خواہش، اس کی محبت کا ظہور، سخت خواہش کیوقت چمٹنا، مرد کی طرف بیقراری، دلی فرحت اور خوشی اور اُس کی دم بدم تبدیلی مسکراہٹ، ناز و انداز اور دوسرے عجیب و غریب حالات حیرانی، پریشانی دھندلی آنکھوں کی حالت کا بدلنا، سخت بیقراری، شرم کی کمی، سانس پھولنا حرکات کا بے قاعدہ ہونا اور بدن پر کپکپی ظاہر ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت انزال کے بالکل قریب ہے۔ انزال کے بعد جوڑ ڈھیلے ہو جاتے ہیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا تمام اعضاء بے جان ہو گئے ہیں۔ چہرے پر زردی یا سفیدی اور بے رونقی، پیشانی پر پسینہ، مرد سے شرم کی وجہ سے منہ چھپانا ایسی تمام حرکات خصوصاً جماع سے جی چرانا اس بات کی دلیل بالتور کی جاتی ہیں کہ عورت منزل ہو چکی ہے۔ یہ تمام حالات اُس وقت ظاہر ہوتے ہیں جبکہ تمام حالات انزالیہ واقع ہو چکے ہوں۔ لیکن اگر رطوبت ظاہر نہیں ہوتی تو عورت کی خواہش برقرار ہوگی۔ لہٰذا

رطوبت کا پایا جانا انزال کی خاص علامت تصور کیا جاتا ہے۔ بشرطیکہ مرد منزل نہ ہوا ہو کیونکہ مرد کی منی کی وجہ سے عورت کی منی بخوبی معلوم نہیں ہو سکتی۔ نیز بغیر حمل والے جماع سے حمل والے جماع میں اکثر رطوبت کم پائی جاتی ہے کیونکہ منی رحم کے اندر چلی جاتی ہے۔ لیکن مذکورہ بالا علامات کے بغیر رطوبت کے پائے جانے کو انزال پر محمول نہیں کرنا چاہیے کیونکہ خاص شدتِ لذت کے وقت بلکہ شروع لذت میں رطوبت کا وجود عورت کے قویٰ کے کمزور مرطوب المزاج ہونے کی وجہ سے ممکن ہے۔ لیکن مذکورہ خاص خاص علامات کا نہ پایا جانا انزال نہ ہونے کی پہچان ہے۔ عام حالات میں بغیر واقفیت کے اِن حالات کا منکشف ہونا خاصا مشکل ہے۔

اس بات کو خاص طور پر ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اکثر عورتیں تو مباشرت کے ختم ہونے پر منزل ہوتی ہیں اور بعض کچھ دیر رکی رہتی ہیں اور بہت کم ایسا بھی ہوتا ہے کہ شروع ہی میں منزل ہو جاتی ہیں۔ اس وقت انگڑائی یا جمائی آتی ہے یا آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں یا آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ بعض اوقات رونا آتا ہے یا ہنسی آتی ہے۔ ایسے وقت عورت مرد کو اپنی طرف کھینچتی ہے یا اس کی کمر میں پیر لپیٹتی ہے۔ بعض اوقات عورت بے حجاب بھی ہو جاتی ہے۔ جس عورت کے اول ہی صحبت میں منی نکل آتی ہے اُس پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔

یہ ضروری ہے کہ محبوبہ کو بیاسِ شرم و حجاب سے ننگا کر کے جاودِ مباشرت اُٹھائیں اور شربتِ وصل پلائیں۔ واضح رہے کہ اِس فن کے تمام حالات سے واقفیت اور عورتوں کے قاعدوں اور قرینوں کا علم زجو کہ ہر ایک کے مزاج

کا مختلف ہوتا ہے) دشوار بلکہ ناممکن ہے کیونکہ مختلف المزاج عورتوں کی شہوت دفع کرنا واقفیت کا ذریعہ ہے۔ اور یہ شخص واحد کی قدرت سے باہر ہے۔ اس لیے کہ ایک شخص ایک ہی خواہش اور ایک ہی دل والا مختلف دل اور متعدد شہوتوں کو کسی طرح برطرف کر سکتا ہے حالانکہ باوجود ان اختلافات کے عورتوں کی حاجتیں بھی ثابت ہوتی ہیں نیز عورتوں کی ثابت شدہ پوشیدہ شرارت سے ظاہر ہے کہ عورت جب تک مرد کو اپنا غم خوار نہیں پاتی نہ اپنا ہمراز بناتی ہے اور نہ اپنے حالات مزاجیہ سے آگاہ کرتی ہے۔ چاہے مرد اس کام میں ہوشیار ہو لیکن مرد کی ہوشیاری کسی کام نہیں آتی اور محبوبہ کی رہبری کے بغیر اس کے مزاجی حالات سے واقفیت حاصل کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ اس فن کے شوقین لوگوں پر بخوبی واضح ہے کہ بغیر عورتوں کی رہبری کے مقصدِ عالی کو نہیں پہنچا جا سکتا۔

واضح رہے کہ اس زمانے کی شہوت کامل نہیں ہے۔ اگر ایک عورت کی شہوت دُور کرنے پر قادر ہے تب بھی کامل خیال کیا جائے گا۔ اس صورت میں دوسری عورتوں کے واسطے دوسرا مرد چاہیے کیونکہ عورت کی شہوت سے مراد اس کی تسلی ہے نہ کہ اپنا پانی نکال کر اس کی تسلی خیال کرنا۔ بہرحال ایک شہوت سے مختلف شہوتوں کے دُور کرنے کا خیال سوائے دماغی خلل کے کچھ اور تصور نہیں کیا جا سکتا۔ مگر اس فن کا عامل "کامل الشہوت" شخص تعداد طفل و شہوت کی رسائی سے دو یا تین کو راضی خوشی رکھ سکتا ہے۔ بشرطیکہ عورتیں فاحشہ نہ ہوں۔

ایسی عورتیں جن سے جماع نہیں کرنا چاہیئے

دلائل تجربہ اور قیاس سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بعض عورتوں سے جماع کرنا بالخصوص قوتِ باہ کو کمزور کرتا ہے۔ جن عورتوں سے صحبت کرنے سے قوتِ باہ متاثر ہوتی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ بوڑھی عورت سے جماع کرنے سے قوتِ باہ کمزور ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں بڑھاپے کے باعث رطوبات کی کثرت مقام خاص کو ڈھیلا اور کشادہ کر کے لذت کو کم کرتی ہے نیز بہ تقاضائے عمر رحم حد سے زیادہ مادہ منویہ کھینچ کر سخت نقصان پہنچاتا ہے۔

۲۔ ایسی عورت جس کی عمر بلوغت سے کم ہو۔ اس کی طبیعت کے عدم میلان خصوصاً صحبت کے وقت اس کی پریشانی سے نفس کی نفرت نیز اس کا رحم زیادہ منی کھینچ کر تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔

۳۔ ایسی عورت جو ایام ماہواری میں ہو سے جماع کرنا تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔ جگہ کی گندگی کی وجہ سے نفس کی نفرت کمزوری کا سبب بنتی ہے اور پیشاب کی نالی میں کوئی مرض لاحق ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔

(قرآن پاک کی رو سے بھی ایسی عورت سے مباشرت حرام ہے) ترجمہ

۴۔ ایسی عورت جس کو ایک عرصۂ دراز سے جماع کا اتفاق نہ ہوا ہو۔ اس سے ملنا بہت سے فضلات جمع ہونے اور جگہ خراب بدبودار ہونے کے باعث نقصان دہ ہوتا ہے۔

۵۔ بیمار اور بدشکل عورتوں سے جماع کرنا باوجود گندگی اور بدبو کے نفس کی نفرت کے باعث باہ کو کمزور کرنے والا ہے۔

۶۔ کنواری عورت سے جماع کرنا اگرچہ فی زمانہ اکثر لوگوں کو محبوب ہے اور لاعلمی کے باعث سب سے بہتر سمجھتے ہیں۔ لیکن مباشرت کے وقت پریشانی اور مواد کا مہیا، بسبب نفرت قوت باہ کو کمزور کرتا ہے۔ مذکورہ بالا تمام عورتوں اور اس عورت سے جماع کرنا جس سے پوری پوری لذت حاصل نہ ہو فرحت و خوشی نہ ہونے کے باعث پیدائش منی کو کم اور قوت باہ کو ضعیف کرتا ہے۔ اس وجہ سے معشوقہ کے ساتھ جماع کرنا خوشی اور فرحت پیدا کرتا ہے۔ نفس کو اس طرف متوجہ کر کے قویٰ کو تقویت اور طبعی حرارت کو بھاتا ہے۔ باوجود منی زیادہ نکلنے کے اس کا زیادہ اہتمام ہونے کے سبب سے جیسا کہ چاہیے ضعف نہیں ہوتا۔
لیکن وہ عورتیں جن سے جماع کرنا بہتر ہے اُن کا حال مندرجہ بالا تحریر سے واضح ہے۔
ایسی حالت میں جبکہ رحم دُور اور عضوِ تناسل چھوٹا ہو اور دونوں ایک دوسرے سے نہ ٹکرا سکیں تو چاہیے کہ عورت کے چوتڑوں کے نیچے ایک تکیہ رکھ لیں ایسا کرنے سے دونوں کا ملاپ باآسانی ہو جاتا ہے۔ عام طور پر لوگ ہر حالت

ہیں چوتڑ کے نیچے تکیہ رکھتے ہیں اگرچہ رحم نزدیک ہونے کی حالت میں اس کا منہ اونچا ہو جانے کی وجہ سے لذت دہ ہوتا ہے۔ لیکن رحم دُور اور آلہ تناسل چھوٹا ہونے کی حالت میں اس طرح اور زیادہ دُوری ہو جائے گی بس ظاہر ہوا کہ رحم کے طبعی رُخ کے موافق مختلف طور پر تکیہ رکھنا چاہیے یعنی اُن عورتوں میں جن کے رحم کا منہ سیدھا ہو ان کی کمر یا چوتڑ کے نیچے خواہ چوڑائی خواہ لمبائی میں موافق ضرورت تکیہ رکھنا چاہیے لیکن وہ عورتیں جن کے رحم کا منہ نیچے کو مائل ہو اِن کے چوتڑ کے نیچے چوڑائی کے رُخ تکیہ رکھنا مناسب ہوگا۔ کیونکہ اس طرح تکیہ رکھنے پر رحم کا منہ اوپر اور عضو تناسل کے مقابل آجائے گا۔ اگر تکیہ کمر کے نیچے رکھا جائے تو اس صورت میں رحم کا منہ اور نیچے کی طرف ہو کر خلافِ مقصود ہو جائے گا۔ وہ عورتیں جن کے رحم کا منہ اوپر کو ہو اُن کی کمر کے نیچے چوڑائی کے رُخ تکیہ رکھیں کہ چوتڑ نیچے اور رحم کا منہ شرمگاہ کے مقابل ہو کہ دونوں کی لذت کا باعث بنے۔ اس صورت میں اگر چوتڑ کے نیچے تکیہ رکھا جائے تو رحم کا منہ زیادہ اونچا ہو کر حصولِ مقصد سے باز رہے گا کیونکہ جب تک رحم کا منہ عضو تناسل کے سامنے نہ ہو کسی بھی قیمت پر حصولِ لذت اور عورت کو انزال نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی عورت کے رحم کا رُخ دائیں یا بائیں جھکا ہوا ہو تو دوا کے استعمال یا عاقل و ہوشیار مرد سے اُس کی درستگی کی طرف توجہ دیں۔

جماع ــــ نسلِ انسانی کی بقاء

چونکہ خالقِ کائنات کی حکمت کا تقاضا اور مقصود لذتِ جماع پیدا کرنے سے نوعِ انسان کا باقی رکھنا ہے۔ اسی وجہ سے خداوندِ قدوس نے انسان کی طبیعت میں جماع کا بے حد شوق اور خاص و عام لوگوں کی طبیعتوں کا ضروری خواہشات سے زیادہ اس کی طرف میلان کیا ہے۔ اور عقل رجو شرافت کا جزوِ اعظم اور بدن کے لیے انتہائی ضروری ہے) شہوانی قوتوں کے زور کے وقت اس قدر مغلوب ہو جاتی ہے کہ گویا اس کا وجود ہی مٹ جاتا ہے۔ اور حیا و شرم، اپنے پرائے کا لحاظ، آگے پیچھے کا خوف، عورتوں بچوں کی گذران، کھانا پینا وغیرہ، لوازماتِ دنیا رجن سے تا بزندگی مفر نہیں) دماغ سے ایسے غائب ہو جاتے ہیں کہ سوائے جماع کے اور کوئی دوسرا خیال نہیں رہتا۔ نیز خالقِ کائنات کی حکمتِ بالغہ نے شہوتِ جماع کو تمام دینی و دنیوی کاموں پر اس قدر غلبہ دیا ہے کہ اس کی شدت کے وقت معبودِ حقیقی کو بھول کر اُس کے احکام کو خیال میں نہ لاکر ایسے لیے بیہودہ، بے کار اور خلافِ عقل کام کر بیٹھتے ہیں کہ طائرِ خیال کی وہاں تک رسائی بھی ممکن نظر نہیں آتی۔

کیونکہ جماع کا اصل مقصد نسل کا باقی رکھنا ہے۔ پس عقلمند لوگ اپنی

شہوت کو رائیگاں اور تخم کو بے کار نہیں کرتے اور یہ ظاہر ہے کہ انسان اور اس کی شرافت کا باقی رہنا نسل ہی پر موقوف ہے۔ پس اعضائے تناسل کی صحت کو محفوظ اور اس کے امراض کو زائل کرنا بقائے نسل کے واسطے ضروری ہے۔

دانا و بینا حضرات بخوبی واقف ہوں گے کہ خواہش جماع پیدا ہونے کی اصل جگہ دل ہے۔ جب تک دل کو دنیا کے رنج و غم اور فکروں سے امن نہ ہو جماع ہونا ممکن نہیں۔ بقول اطباء۔ دل رئیس مطلق (سب کا سردار) ہے۔ مگر دل باغی روح شوقیہ کے لیے اس کام کو اچھی طرح انجام دیتا ہے۔ تجربہ سے ثابت ہے کہ اگر دل جماع کا خواہاں ہو اور روح شوقیہ رہبری نہ کرے تو مطلب بخوبی حاصل نہیں ہوتا۔ اور یہ بات بھی اس کام کے جاننے والوں سے مخفی نہیں کہ قوت شوقیہ کے باوجود پختہ قصد کے اگر دل رنجیدہ ہے تو بھی جماع ممکن نہیں پس ثابت ہوا کہ حصول جماع دلی ارادہ اور قوت شوقیہ کی مدد پر منحصر ہے۔ اور حس (اندر اور باہر کرنے اور انزال کی لذت معلوم کرنا) دل و دماغ معتزا و رجگر کے معتدل خون سے ہوتی ہے۔

بعض اطباء کے نزدیک مباشرت جگر و گردہ کی مشارکت سے طبعی خواہش ہے ظاہر ہے کہ ارادہ کے وقت جو قدر بیٹھا در عضو تناسل کے دوسرے حصے رنج سے اور اچھلنے والی رگیں روح غلیظ سے اور تر اچھلنے والی رگیں بہت سے خون سے بھرے ہونے کی وجہ سے لمبائی اور چوڑائی میں بڑھ کر انتشار و ایستادگی حاصل ہوتی ہے۔

اس کے برخلاف جو لوگ جماع کو دل کی مشارکت سے حرکت طبعی

کہتے ہیں اُن کی دلیل یہ ہے کہ اگر صرف ارادی شہوت خیال کیا جائے تو وجودِ شہوت اور حصولِ جماع طرفِ ثانی ہی کی موجودگی میں ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ طبیعت اگر کسی امرِ مہم میں مشغول ہو تو باوجود موجودگی طرفِ ثانی اس طرف خیال نہیں ہوتا اور بعد فراغت توجہ ہوتی ہے۔ بلکہ اکثر کثرتِ انتشارِ جماع کا باعث ہوتا ہے۔ بدیں وجہ جماع کی حرکت امرِ طبعی سے مانع ہے اور فعلِ اختیاری فعلِ طبعی کی مدد کرتا ہے۔ یعنی دراصل حرکتِ طبعی اور فعلِ جماع پر آمادہ کرنے والے ارادہ و اختیار ہیں۔ نیز روح و ریحی (جو ارادہ کے وقت عضوِ تناسل کو پہنچتی ہے) کو طبعی اور عضلات حرکت دینے والوں کو ارادی کہا گیا ہے۔ نیز جماع والے کو نفسانی حرکت لازم ہے۔ کیونکہ فرحت و خوشی اور حصولِ لذت خصوصاً انزال کے وقت اور تمام بدن کی حرکت خصوصاً انزال کے وقت قوتِ نفسانی سے ہوتی ہے۔ پس جماع نفسانی و بدنی حرکات کا تابع ہوا۔ نیز حرکت کی وجہ سے رطوبات و ریاح اور منی نکلنے کی وجہ سے غذا کا آخری جو ہر (جو بدن کا حصہ بننے کی اہلیت رکھتا ہے) خارج ہوتے ہیں اور حصولِ لذت کی وجہ سے تمام بدن کی روحیں تحلیل ہونے سے جو نقصانات اور فوائد لکھے گئے ہیں ان میں سے بعض حرکتِ بدنی اور بعض حرکاتِ نفسانی اور بعض حیوانی اور طبعی کے تابع ہوتے ہیں۔

واضح رہے کہ تمام اطباء افعالِ بدن کو طبیعتِ مدبرہ بدن کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یہ قوت بے شعور ہے اور بطورِ تسخیر بدن کی درستی کرتی ہے۔

فلاسفہ اس کو نفسِ ناطقہ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور قوتِ بدنی کیساتھ طبیعت کو بدن کی تکمیل کا محافظ بتاتے ہیں۔ اور طبیعت کا یہ کام ہے کہ کسی دینی یا دنیوی غرض کے ارادۂ حصول کے وقت تمام بدنی حرارت بمعہ قوتوں کے اس کے حاصل کرنے میں مشغول ہو۔ اسی وجہ سے کسی دنیاوی کھیل میں منہمک ہونے کے وقت آدمی کھانے وغیرہ سے بھی بے خبر ہو جاتا ہے۔ نیز طبیعت کا یہ کام ہے کہ کوئی حاجت یا غرض معلوم ہونے کے وقت بمعہ قوئی بدنی و نفسانی پوری طرح اس طرف متوجہ ہو کر ماسوا سے غافل ہو جائے۔ مثلاً امرِ مہم کی فکر کے وقت اس قدر مشغولیت ہوتی ہے کہ تمام ضروریات مٹ جاتی ہیں۔ عشق خواہ حقیقی ہو یا مجازی کو بھی اسی طرح سمجھنا چاہیے۔

خصیوں کی ترکیب

پڑھے لکھے لوگ اچھی طرح اس بات سے واقف ہیں کہ خصیوں کی رہاست (عضو تیس ہونا) نوعیت کے اعتبار سے ہے۔ کیونکہ وہ مادہ حیات (منی) کو پیدا کرتے ہیں۔ دایاں خصیہ بائیں سے زیادہ قوی اور بڑا ہوتا ہے۔ اور اس کے خلاف نادر الوجود ہے۔ مردوں کے خصیے ظاہر اور بڑے اور عورتوں کے چھوٹے اور پوشیدہ ہوتے ہیں۔ نیز مردوں کے خصیے عضو تناسل کی جڑ میں اور عورتوں کے رحم کی گردن کی جڑ میں ہوتے ہیں۔ خصیوں کا بڑا ہونا منی کی کثرت پیدائش کی وجہ سے ہے جو کہ مردوں کی زیادتی خواہش پر دلالت کرتا ہے۔ مگر کبھی یہ بوجہ مرض حد سے زیادہ بڑے ہوتے ہیں۔ یہ مرض مرطوب ممالک میں رہنے والے لوگوں میں زیادہ تری کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے۔ زیادہ تری حرارت کو دبا کر بلکہ بجھا کر آنا فانا مزاج کو ٹھنڈا کر دیتی ہے لہٰذا ان لوگوں کے خصیے اس قدر بڑے ہو جاتے ہیں کہ اٹھنا بیٹھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ مرض اکثر کھاری سمندروں کے قریب افراد اکثر ان لوگوں کے سرد و تر مزاج ہوں۔ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے چنانچہ کراچی یا کلکتہ وغیرہ میں عام ہے۔ یہ زیادہ قوت باہ کو ناقص بلکہ باطل کر دیتی ہے اور خصیہ کا حد سے زیادہ چھوٹا ہونا

کی شہوت پر دلالت کرتا ہے چنانچہ علتِ ابنہ والے کمزور اور مخنث ایسے ہی ہوتے ہیں۔

خصیے بہت سی رگوں اور پٹھوں وغیرہ سے مرکب ہونے کے باعث بسبب نزاکت چوٹ کو برداشت نہیں کر سکتے بلکہ معمولی سی چوٹ سے کمزوری آجاتی ہے اور عین ممکن ہے کہ قوی چوٹ سے موت واقع ہوجائے ..... ننھے بالغ بچے اور بڈھے اور زیادہ جماع کرنے والوں کی منی قابلِ پیدائش نہیں ہوتی اور ناقص اعضاء والے کی منی سے سلیم الاعضاء بچہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ مقتضائے مقام توبہ تھا کہ خصیوں کی تمام تفصیل لکھی جاتی لیکن انتہائی کوشش کے باوجود حسب منشاء تفصیل میسر نہ ہوسکی لہٰذا جو کچھ اس بارے میں مل سکا اس بیان میں تحریر کر دیا گیا ہے۔

مباشرت اور عضو تناسل

شیخ بوعلی سینا نے مباشرت کرنا عضو تناسل کو قوی کرنے والا اور اس کا چھوڑنا کمزوری کا باعث گردانا ہے حقیقت میں یہ قول بقراط کے اس قول سے ماخوذ ہے کہ

"جو عضو جس کام کے واسطے مخصوص کیا گیا ہے اُس عضو کو اُسی کام میں استعمال کرنا اُس کے موٹے اور قوی ہونے کا باعث ہوتا ہے اور اُس کا چھوڑ دینا کمزور کر دیتا ہے۔"

حکیم جالینوس نے بالغ عورتوں سے جماع کرنا اُن کی شہوت کی قوت کا باعث بتایا ہے۔ کیونکہ ابتدا بلوغ میں رگیں کشادہ ہونے کے باعث اس جگہ سے خون زیادہ بہتا ہے نیز افلاطون نے کہا ہے کہ قوتوں کا ساکت رہنا کمزوری کا باعث ہوتا ہے اور ان کے مخصوص اعضا میں قوتوں کی ریاضت کرنا ان کی صحت و قوت کی زیادتی کا سبب ہے۔

عضو تناسل کی لمبائی اور عورتوں کی شرم گاہ کے تنگ ہونے کی حالت میں قوت سے فوراً منی نہ پہنچنے کے باعث بچہ کی پیدائش ممکن نہیں۔ کیونکہ منی سب سے پہلے رحم کی دیواروں سے ملتی ہے اس حالت میں جب تک

دیواروں سے ملے گی اس کی طبعی حرارت ٹوٹ کر بیکار ہو چکی ہو گی جماع کرنیوالے نے بشرطیکہ استنجا نہ کیا ہو اس کا پیشاب ڈورے والا ہوتا ہے۔ سرد ملکوں اور ہواؤں میں تمام حرارت اندر جمع ہو جانے کے باعث مردوں کی شہوت قوی ہوتی ہے اور عورتوں کی اس کے بر خلاف گرمیوں میں زیادہ ہو جاتی ہے۔

کثرت شہوت اتفاقیہ ہی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔ اگرچہ فی الحقیقت یہ مرض میں داخل نہیں مگر اکثر لوگ عیاشوں کی طرح اس کے لیے دست بدعا رہتے ہیں لیکن غیر طبعی ہونے کی صورت میں یہ مرض میں داخل ہو جاتی ہے جیسا کہ بعض اوقات لوازمات بشریت داخلِ مرض ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ودی (جو ہمیشہ پیشاب سے پہلے آتی ہے) پیشاب کے بعد آنے لگتی ہے۔

مادہ منویہ کے حالات و اسباب

مادۂ منویہ عضو کے جو تھے ہضم کا فضلہ ہے یعنی وہ رطوبت جو عضو بننے کے قریب قریب ہوتی ہے بدن کے تمام حصّوں سے جاذب ہو کر اوخصیوں کی رگوں میں پہنچ کر منی بن جاتی ہے۔ خصیوں کی رگوں میں منی بننے کا طریقہ یہ ہے کہ جمع شدہ لطیف و پختہ خون خصیوں کی پیچیدہ نالیوں (متحرک و غیر متحرک) میں روح کے ساتھ متحرک ہو کر لطیف بخارات پیدا کرتا ہے اور بعد میں اوعیۂ یا ظرفِ منی میں دوبارہ پختہ ہو کر پہلی سُرخی چھوڑنے کے بعد معتدل قوام بن کر منی کہلاتا ہے اور یہی منی حرکتِ جماع کے ذریعے عضو تناسل کی جڑ میں آ کر اپنے مقررہ راستے سے عورت کی شرمگاہ کی راہ رحم کے منہ کی طرف پھیل جاتی ہے۔ رحم اپنی طبعی کشش سے منہ کھول کر اس کو نگل جاتا ہے (بشرطیکہ دونوں ایک ساتھ منزل ہوں) اس کو جماع طبعی کہتے ہیں۔

اگرچہ اس اعتبار سے کہ جو ضروریاتِ بدن اور اعضا سے زیادہ ہو اس کو فضلہ کہتے ہیں۔ منی بھی فضلہ ہے لیکن یہ مادہ حیات ہونے کے باعث کل فضلوں سے بہتر اور افضل ہے کیوں نہ ہو۔ اعضائے رئیسہ بلکہ تمام بدن کی تقویت اسی پر منحصر ہے۔ اسی وجہ سے مقولہ ہے کہ

"منی آنکھوں کو ٹھنڈک، بازو کو استواری اور ہاتھ پاؤں کو طاقت دیتی ہے۔"

بلکہ اگر اخلاط صالحہ میں شمار ہو تو بے جا نہیں لیکن اگر مادہ کے اعتبار سے منی کو فضلہ کہا جائے تو بھی درست نہیں کیونکہ اگر صرف قابل دفع فضلہ یا خارج و بیشاب اور لیبیۃ دمبل کے مثل شمار کیا جائے تو ہرگز اس پر فضیلت ثابت نہ ہوگی کیونکہ ان فضلوں کا بدن محتاج نہیں اور مذکورہ بالا قول سے منی کے فوائد ظاہر ہیں۔ اور اگر اس اعتبار سے کہ اعضا کی غذا کا بقیہ ہے فضلہ کہا جائے تو بھی قابل تسلیم نہیں کیونکہ خصیوں کو اسی سے غذا حاصل ہوتی ہے۔ اور غذا نہ بننے کے لحاظ سے فضلہ کہا جائے تو روح بھی فضلہ ٹھہرے گی حالانکہ بدن کی پرورش اور زندگی کا دارومدار اسی پر ہے۔ نیز برخلاف منی روح کو قوام بدن میں بھی کوئی دخل نہیں اور اگر منی بالفرض اطبا کے نزدیک فضلہ ہوتی تو یہ قول کہ

"اگر منی سے دوگنا خون صالح بدن سے نکالا جائے تو بھی اس کے برابر کمزور نہ کرے گا۔"

کیونکر سچا ہوتا۔

ظاہر ہے کہ اگر منی فضلہ ہوتی تو اس کے نکلنے سے کمزوری نہ ہوتی کیونکہ فضلات کے نکلنے سے آسودگی حاصل ہوتی ہے نہ کہ کمزوری دیگر فضلات کے نکلنے کی نسبت منی کے نکلنے میں کمزوری اس وجہ سے زیادہ ہوتی ہے کہ منی پختہ، صالح و لطیف، عضو بننے کے قریب اور کئی تغیر قبول کردہ خون سے بنتی ہے۔ یعنی اعضا میں چوتھے ہضم کے بعد اُن کی غذا بن کر بقیہ ظرفِ منی میں جمع ہوتا ہے اور خصیوں

کی غذا بننے کے بعد دوبارہ پختہ ہو کر منی کہا جاتا ہے اور یہ مادہ مدد کے طور پر اعضا سے پہنچتا ہے۔ ظرفِ منی میں جمع نہیں رہتا پھر جماع کے وقت آ کے قریب خارج ہو جاتا ہے۔ اس سے زیادہ خارج ہونے کی صورت میں کمزوری زیادہ ہوگی۔ چنانچہ اکثر تین یا چار جماع کے بعد ظرفِ منی خالی ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ کثرت سے جماع کرنے والوں کے آخر جماع میں بجائے منی کے خون آتا ہے۔ خون وغیرہ اخلاطِ بدن کے نکلنے میں اتنا ضعف نہیں ہوتا کیونکہ وہ بہ نسبت مقدار موجود کے بہت ہی کم نکلتے ہیں۔ نیز خون وغیرہ کسی خرابی کی ضرورت کی وجہ سے نکالے جاتے ہیں اور خراب چیزوں کے نکلنے سے آسودگی حاصل ہوگی نہ کہ کمزوری۔ برخلاف اس کے ضرورت۔ بے ضرورت لذت اور شوقِ طبیعت کی وجہ سے منی باوجود صالح ہونے کے نکلتی ہے پس باوجود کمی کے اس کا برابر اور ہمیشہ نکلنا اور باوجود زیادتی کے کبھی اتفاقیہ خون کا نکلنا کسی طرح برابر ہو سکتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ بکثرت تبدیلیوں کی وجہ سے منی کی کم پیدائش اور زیادہ نکلنا اور خون کا مع دیگر اخلاط باوجود کثرت کے کم نکلنا برابری نہیں کر سکتا۔

علاوہ ازیں منی ہو یا کوئی اور مادہ ہر مادہ کا زیادہ نکلنا کمزوری اور خرابی کا باعث ہے۔ ہاں بیماری کا مادہ یا وجود کمی اخلاط کے بھی نکالا جاتا ہے مگر اس میں بھی زیادتی کرنے کے وقت منی کی طرح کمزوری اور غشی اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جانا وغیرہ خراب حالات پیدا کر دیتے ہیں نیز کسی نے بھی اعضاء بننے کے قابل رطوبت کو فضلہ نہیں سمجھا۔ بالکل اسی طرح کہنے بھی حصولِ لذت (جو جماع کے وقت تحلیل روح کی وجہ سے ہوتی ہے) فضلہ سے

نہیں بنائی۔

پس منی اس جسم رطب سیال کو کہتے ہیں جو کوئی تغیر پاکر اس قابل ہوجاتے کہ اُس سے منی والے کی طرح یا اُس کے قریب قریب دوسرا شخص بن سکے جیسے کہ خچر، گدھے اور گھوڑے کی منی سے پیدا ہوتا ہے... یہاں جسم سے طبعی مراد ہے اور رطب سے یہ مراد ہے کہ اجتماع وانتشار وغیرہ کل تغیرات کو باآسانی قبول کرے تاکہ پیدائش پوری ہو اور سیال سے مطلب یہ ہے کہ اگر کسی جگہ رکھی ہو تو اس کے تہہ نشین ہونے والے اجزا نیچے بیٹھ جائیں تاکہ رحم کی گہرائی کیطرف اُس کا پھسلنا باعث پیدائش ہو... اور بدن کے مختلف حصوں سے خصیوں اور اُس کے قریب کی رگوں میں پہنچ کر منی بنے۔ اخیر تدبیر سے باقی رطوبات خارج ہوجاتی ہیں اور تغیر یافتہ اور عضو بننے کے قریب کہنے میں غلطا اور رطوبات ثانیہ سے علیحدگی ہے۔ جیسا کہ حکیم علی شارح قانون نے لکھا ہے کہ

وہ مادہ جو تیسرے ہضم کا اس طرح فضلہ ہے کہ رگوں کے ہضم کے بعد جو رطوبت رگوں کے منہ سے اعضا میں ٹپکتی ہے اور اعضا کی غذا بننے پر ہضم عضوی تمام ہوکر بقیہ حصہ اعضا ہی میں جمع رہتا ہے تاکہ ضرورت کے وقت تھوڑے سے تغیر کے بعد اعضاء کی غذا بن سکے۔ اسی بقیہ میں سے منی بنتی ہے۔ اعضاء کی غذا سے بچا ہوا ہونے کی وجہ سے اس کو فضلہ کہتے ہیں۔ شیخ نے رطوبات قریب الانعقاد (عضو بننے کے قریب) میں منی کو شمار کیا ہے۔ پھر دیگر فضلات کی طرح اس کو کسی طرح قرار دیا جائے چنانچہ بحرالجواہر

والے نے فضلہ (پیش کے ساتھ) زیادہ کے معنی میں لکھا ہے۔
نہ کہ پیشاب و پاخانہ اور پسینہ و میل کی طرح ردی اور قابلِ دفع ہو۔"
بعضوں نے یہ مادہ بدن کے مختلف حصوں سے خصیوں میں پہنچنے کا یہ طریقہ
بتلایا ہے کہ غذا معتدل کھانے سے ۲۴ گھنٹے بعد غذا کو تقسیم کرنے والی رگوں کے
دستوں کے ذریعہ جگر میں بقیہ مادہ جگر سے اجوف نازل (ایک رگ ہے) کی راہ گردوں
میں اور گردوں سے اجوف مذکور کی ایک شاخ کے ذریعہ پیچیدہ راہوں سے خصیوں
سے دوسری دفعہ پہنچنے کے بعد پختہ منی ہو کر ظرفِ منی میں پہنچتی ہے۔ لیکن قدیم حکمائے کے
اقوال سے اس طرح ثابت ہوا ہے کہ چوتھا ہضمِ عضوی تمام ہونے کے بعد پروردگار
عالم کے حکم سے یہ رطوبت بذریعہ حرارتِ غریزی بخارات بن کر دماغ میں پہنچتی ہے
دماغ کی سردی سے یہ بھی سرد اور گاڑھی ہو کر اپنے پہلے اور اصلی قوام میں آجاتی
ہے۔ پھر کان کے پیچھے کی رگوں کے راستے سے حرام مغز میں جاتی ہے۔ حرام مغز
میں پہنچکر دماغ کی تاثیر مکمل ہو کر پھر یہ رطوبت منی بننے سے پہلے بخارات بننے
کے قابل نہیں رہتی۔ پھر حرام مغز سے یہ رطوبت پیٹھ کی راہ گردوں اور وہاں
سے خصیوں کے قریب پہنچتی ہے۔ وہاں کی رگیں گردوں سے حاصل کردہ خون
سے بھری ہوتی ہوتی ہیں۔ دماغ سے اترا ہوا مادہ ان رگوں میں پہنچ کر
معتدل ہو جاتا ہے اور تھوڑے سے تغیر سے اس کا رنگ سفید ہو جاتا ہے۔ اس جگہ
سے خصیوں میں پہنچکر مزاج پختگی اور سفیدی پوری کرتا ہے پھر ظرفِ منی میں
پہنچ کر منی کہلاتا ہے۔ لیکن وہ مادہ جو صرف خصیوں میں مزاج اور سفیدی و پختگی
پا کر کمال کو پہنچا ہے ظرفِ منی میں نہیں جاتا اُس کو حقیقی منی سے مشابہت

دے کر منی مجازی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ خصیوں کی غذا کا فضلہ ہے اور جو مختلف الاجزاء ہونے کی شرط منی میں ہے وہ اس میں نہ ہونے کی وجہ سے اصل منی میں تبدیل نہیں ہو سکتی۔ اس کی ترکیب یکساں ہوتی ہے (اسی کو مذی کہتے ہیں)

مادۂ منویہ کا طریق آمد

بقراط نے مادہ منویہ کا تعلق دماغ سے بتلایا ہے۔ یا ترنے کے وقت کان کے پیچھے کی رگوں کی راہ حرام مغز اور وہاں سے گردوں اور گردوں سے رگوں کے راستے خصیوں تک پہنچتی ہے۔ کان کے پیچھے کی رگوں کو فصد کرنا بانجھ کر دیتا اور نسل کاٹنے والا بتلایا ہے۔ اور دماغ سے ریڑھ میں جاتا سبب تکمیل خیال کیا ہے۔ لیکن اس کے برخلاف حکیم جالینوس نے رگوں کو کاٹ دینا ہی بانجھ کر دینے کا خیال نہیں جانا لیکن وہ شیخ الرئیس بقراط کے مؤید اور ان کی بات کے معتقد ہیں۔ لیکن زیادہ تر حکما مادہ منویہ کو صرف دماغ ہی سے متعلق نہیں بتلاتے اگرچہ دماغی خمیر ملنے کے بھی مقر ہیں۔ بلکہ یہ بھی کہتے ہیں کہ تمام اعضا سے ٹپکی ہوئی رطوبت اور تینوں اعضائے رئیسہ (دل، دماغ اور جگر) سے چھنتے جاری ہو کر خصیوں میں جاتے ہیں اور اپنے دعوے کے حق میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ والدین کا کوئی عضو ناقص ہونے کی صورت میں بچہ کا عضو بھی اُن کے مشابہ ہوتا ہے۔ حکیم جالینوس نے کان کے پیچھے کی رگ کاٹ دینے سے نسل منقطع نہ ہونے پر دلائل اس طرح دیتے ہیں کہ

"پیدائش منی دماغ میں ماننے کی صورت میں کان کے پیچھے کی
رگوں کو کاٹنا یا تو بالکل منی کو منقطع کرتے یا قطع نسل (اسطرح
کہ مادہ منی ان رگوں سے خصیوں اور غدد تناسل سے ہوتا ہوا
رحم میں پہنچ کر جمنے کی قوت نہ دے) کا سبب ہوگا یا یہ کہ جب
تک مادہ منی میں ان رگوں کا کچھ تعلق نہ ملے تب تک پیدائش
ممکن نہ ہو۔ اول ظاہر طور پر باطل ہے۔ کیونکہ جب جن لوگوں
کی یہ رگیں کٹ جائیں اُن کی منی بالکل منقطع نہیں ہوتی (بلکہ
نقصان پہنچتا ہے) بالکل اسی طرح دوسرا بھی باطل ہے کیونکہ
مذکورہ رگیں موجود ہونے کے باوجود اگر خصیے کاٹ دیئے جائیں
تو نسل باقی نہیں رہتی۔"

اور درحقیقت حق یہ ہے کہ جو کچھ شیخ نے کہا ہے کہ یہ دونوں رگیں
دماغ سے خصیوں تک منی پہنچنے کا سبب ہیں۔ اگر یہ کٹ جائیں تو اگرچہ
منی بالکل منقطع نہ ہو مگر دماغی حصہ ضرور رک جاتا ہے اور ظاہر ہے منی میں
دماغی حصہ نہ ہونے کی صورت میں دماغ کی پیدائش نہ ہوگی کیونکہ اوپر تحریر
کر چکا ہوں کہ والدین کا کوئی عضو ناقص ہونے کی حالت میں بچہ میں بھی
وہ نقصان ظاہر ہوتا ہے (ہاں اعضائے رئیسہ دل، دماغ اور جگر اس
بات سے مستثنےٰ ہیں) کیونکہ ان کے درد، ورم اور زخم بھی اکثر مہلک ہوتے
ہیں۔ پھر ان میں سے کسی کی غیر موجودگی میں پیدائش اور بقائے نسل کس طرح

مادہ منویہ کی پیدائش میں خون سے مراد محض خون ہی نہیں ہے بلکہ چاروں اخلاط (خون، بلغم، صفرا و سودا) مقصود ہیں۔ کیونکہ منی صرف خون سے نہیں بلکہ بالتخصیص چاروں کے مجموعہ سے بنتی ہے اور محاورہ میں اس مجموعہ کو باشتراک لفظی خون کہتے ہیں۔ اس واسطے کہ آج تک کسی نے صرف خون رگوں میں ثابت نہیں کیا۔ بلکہ ان کی کمی یا زیادتی عین ممکن ہے۔ نیز تمام خلطوں کی زیادتی کے وقت فصد کی جاتی ہے۔ چنانچہ اکثر دردِ قولنج (جو اکثر بلغمی ہوتا ہے) اور ذات الجنب (جو اکثر بلغم اور صفرا سے مرکب ہوتا ہے) میں فصد کرنا مسہل سے بہتر بتایا گیا ہے۔ (اگر چاروں مخلوط نہ ہوں تو فصد مفید ثابت نہ ہوگی)

یہ معلوم ہونا چاہیے کہ منی خصیوں میں پیدا ہوتی ہے بلکہ اس جگہ ارواح کی کثرت کے باعث جھاگ دار ہو کر زیادہ سفید ہو جاتی ہے۔ اور جوش کی وجہ سے نکلتے وقت جھاگ دور ہو کر سفیدی میں کمی آجاتی ہے۔ اور ظاہر میں منی خون سے گاڑھی ہونے کا سبب جوش اور دوبارہ پختگی ہوتی ہے۔ اصلی گاڑھا پن نہیں ہے اس لیے کہ جوش اور جھاگ دور ہونے پر منی پتلی ہو جاتی ہے حالانکہ خون سرد ہو کر جم جاتا ہے اور مرد کی منی عورت کی منی سے زیادہ سفید اور گاڑھی ہوتی ہے۔ بعض آدمیوں کا خیال ہے کہ "سیاہ آدمیوں کی منی بھی کالی ہوتی ہے" بالکل لغو ہے۔ کیونکہ منی درحقیقت خون سے نکلتی ہے اور عام مشاہدہ ہے کہ کالے آدمی کی فصد میں سیاہ خون نہیں نکلتا۔ نیز گوشت خصوصاً چھاتی اور خصیوں

اس کے برعکس بعض متقدمین کا اس بارہ میں اختلاف ہے کہ منی متشابہ الاجزا ہے یا متشابہ الا متزاج ہے (اجزا یکساں ہیں یا صرف مل جانے کے باعث ایسے معلوم ہوتے ہیں) حکیم ارسطو اور اس کے ماننے والے متشابہ الاجزا کہتے ہیں کیونکہ صرف خصیوں کے نکلنے اور تمام اجزا کو تعریف میں مشارک بتلاتے ہیں) لیکن موجد طب حکیم بقراط اور ان کے مابعد ارمتشابہ الامتزاج کہتے ہیں۔ کیونکہ تمام بدن مثلاً ہڈی سے اس کے متشابہ اور گوشت سے اس کے متشابہ الاجزا خارج ہوتے ہیں اور ہر چند کی حقیقت دوسرے جزو سے اعضا کے مختلف ہونے کے موافق علیحدہ ہوتی ہے۔ بدیں سبب متشابہ الاجزا نہیں بلکہ متشابہ الامتزاج ہو گی۔ کیونکہ اگرچہ تمام اجزا ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں لیکن حس تمیز نہیں کر سکتی۔

مذکورہ بالا اقوال کے بعد اور بھی بہت سے دلائل ہیں لیکن اختصار کے باعث ان کو تحریر میں لانا ممکن نہیں۔

اس طرح عورتوں کی منی میں بھی بزعم اطبا میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ معلم اوّل (ارسطاطالیس) نے اس سے انکار کیا ہے اور اس کو خون حیض کی قسم بتلایا ہے اور شیخ الرئیس نے اس بارے میں ایک طویل بحث کے بعد خلاصہ علم سے منی کے متشابہ رطوبت (جو بچے کی پیدائش میں شامل ہوتی ہے) کا اقرار کیا ہے۔ کیونکہ عورتوں کی منی نہ ماننے کی صورت میں اُن کے خصیوں کی پیدائش بے فائدہ

ثابت ہوتی ہے۔ اور منی کو خونِ حیض سے اس طرح علیحدہ ثابت کیا ہے کہ منی کے رحم کی طرف بہنے سے عورت کو لذت محسوس ہوتی ہے لیکن اس کے برعکس خونِ حیض نکلنے سے عورت تکلیف محسوس کرتی ہے۔

شیخ الرئیس کا قول عورت کی منی کے اثبات میں بطورِ اظہارِ حق کے ہی نہیں ہے بلکہ انہوں نے مرد کی منی کو فاعل اور عورت کی منی کو قابل بھی بیان کیا ہے۔ حکیم جالینوس مرد و عورت دونوں کی منی کا مقر ہے۔ اور دونوں میں دونوں قوتیں مذکورہ مانتا ہے۔ ہاں مرد کی منی میں حمل ٹھہرانے اور عورت کی منی میں قبول کرنے کی قوت غالب بتلائی ہے۔ لیکن علمائے صرف مرد کی منی فاعل اور عورت کی منی قابل مانتے ہیں۔ فریقین اپنے دعووں کے ثبوت میں بہت لمبے چوڑے دلائل پیش کرتے ہیں جن کو بیان کرنے کے لیے ایک بہت ہی ضخیم کتاب درکار ہے۔ اس لیے صرف اختلاف ہی بیان کیا گیا ہے اور دلائل سے پرہیز کی گئی ہے..... دونوں منی ملنے کے وقت مرد کی منی حسبِ تقاضائے قسم یا اس کے قریب قریب عورت منی کو جما دیتی ہے بشرطیکہ نقصانِ منی یا کوئی وجہ مانع نہ ہو۔ اس بات پر تمام اطبا متفق ہیں کہ مرد کی منی عورت کی منی میں مل کر حمل قائم کرتی ہے۔ اور عورت کی منی اور خونِ حیض سے بچہ کا جسم بنتا ہے۔ اور اکثر مرد کی منی باعتبارِ روح (جیسے دودھ میں مایہ) داخل ہوتی ہے۔ چونکہ عورت کی منی کے اثبات میں ارسطا طالیس کے مقابل جالینوس کے دلائل باعتبارِ صحت زیادہ پسندیدہ ہیں

لہٰذا اُن میں سے کچھ درج کیے جاتے ہیں۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ ارسطاطالیس نے عورت کی منی کو خون حیض کی قسم بتلایا ہے۔ اور جالینوس نے اس کی رد میں کئی دلیلیں پیش کی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ عورتوں کی تشریح (چیر پھاڑ) سے معلوم ہوا ہے کہ مردوں کی طرح عورتوں کے طرف منی میں بھی ایک لیسدار رطوبت ہوتی ہے۔

۲۔ کافی عرصے تک مباشرت نہ ہونے کی وجہ سے عورتوں کو اختناق الرحم ہوجاتا ہے۔ پھر جماع کی لذت کے ساتھ انزال ہو کر اس بیماری کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔

۳۔ اگر عورتوں میں منی نہ ہوتی تو خصیے ان کے لیے ایک بیکار شے ہوتے

۴۔ اعضائے اصلیہ (ہڈی، رگ وغیرہ) کی پیدائش خون کی نسبت رطوبت لزجہ (منی) سے بہت آسان ہے۔

۵۔ بچہ ماں باپ کی منی کے موافق دونوں کے مشابہ ہوتا ہے۔

۶۔ اگر تمام اعضا صرف خون سے پیدا ہوتے تو معدومین کے بعد دوبارہ پھر پیدا ہوتا اور اعضائے اصلیہ کا کٹنے کے بعد جڑ جانا ممکن نہ ہوتا۔

شیخ الرئیس نے "شفا" میں ارسطاطالیس کی طرف سے جالینوس کے مذکورہ بالا دلائل کو ایسی مجہر باتوں سے رد کیا ہے کہ اُن کو شیخ الرئیس کی طرف منسوب کرتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے ان کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

نیز عورتوں کی منی سے انکار کی صورت میں جمہور حکما کا اختلاف ہونا کیونکہ انہوں نے بڑے پورے دلائل سے عورت کی منی قابل اور مرد کی فاعل ثابت کی ہے اور وجود حمل کے لیے دونوں کا ایک ساتھ انزال شرط کیا ہے۔ اسی وجہ سے عورت حیض مخصوص ایام میں تکلیف کے ساتھ بغیر لذت اور بغیر دیگر انزالی علامات کے آتا ہے۔ اور منی لذت کے ساتھ معہ دیگر علامات انزالیہ نکلتی ہے۔ اگرچہ رطوبت ہونے میں منی دیگر رطوبات بدن کے موافق ہے مگر خصیوں اور رکیبۂ منی میں دوبارہ پختہ ہونے کی وجہ سے سب ممتاز اور علیحدہ ہے۔

تیسری مخلوق، خواجہ سرا

اگرچہ قادرِ مطلق نے بے شمار اقسام کی مخلوق پیدا کی ہے کہ جن تک ہمارے طائرِ خیال کی رسائی بھی نا ممکن ہے۔ مگر جو چیز بھی نگاہ سے گذری ہے اِس کے متعلق کچھ لکھا گیا ہے۔ انہیں میں خواجہ سرا بھی شامل ہیں۔ ان کو ہجی کہا جاتا ہے۔ یہ تین طرح کے ہوتے ہیں۔

(۱) بادامی۔ (۲) لبیتی۔ (۳)۔ صندلی۔

بادامی کا عضوِ تناسل بادام کی طرح لبیتی کا پستہ کی مانند اور صندلی میں سوائے پیشاب کی نالی کے اور کچھ نہیں ہوتا...... مردمی علامت کے تقاضے سے مجبور جسم کو جسم سے رگڑنا) میں اور زنانی علامات (جو مردانہ حقیقہ نہ ہونے کو لازم ہیں) کے غلبہ سے علتِ ابنہ میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ غرضیکہ ترکیب کی رو سے مزاج میں جس حصّہ کا غلبہ ہوتا ہے وہی کام اختیار کر لیتے ہیں اور داڑھی مونچھ بادامی کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور یہ دوسری قسموں میں اتفاقاً ہی ہوتی ہے۔ انزال کے وقت بادامی کی منی پتلی پانی کی طرح اور لبیتی کی اتفاقیہ ہی نکلتی ہے اور ان کا سحق عورتوں کی طرح ہوتا ہے۔ اور یہ مشہور بات سچ ہے کہ کسی عورت یا خواجہ سرا سے سحق کرنے والی عورت مرد کے کام کی نہیں رہتی

دوسری قسم خنثیٰ ہے۔ جن میں پیشاب کی نالی کے سوا مردانہ وزنانہ دونوں عضو نہیں ہوتے اس لیے ضدلی بھی انہیں میں شامل ہے اور مادہ کے برابری کی وجہ سے بعض میں دونوں عضو برابر لیکن بحسب مزاج ایک قوی اور غالب ہوتا ہے۔ جو کہ پیشاب نکلنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ زنانہ میں حیض آنا حمل رہ جانا اور مردانہ غلبہ کی صورت میں مادہ منویہ کا نکلنا، حمل ٹھہرا دینا اتفاقی اور نادر ہیں۔ لہٰذا بیکار اور بگڑ ور عضو کاٹ کر زخم مرہموں کے ذریعے مندمل کر دیتے ہیں۔ کبھی کبھی دونوں اعضا برابر قوی ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے فقہا اس کو خنثیٰ مشکلہ کہتے ہیں۔ اس کے بارے میں ایک روایت کچھ یوں ہے کہ

"ہندوستان میں ہیجڑوں کا ایک مشہور گروہ ہے جو زنانہ مزاج وعادات کے غلبہ کی وجہ سے عضو تناسل کاٹ کر اور زخم مندمل ہونے کے بعد پیشہ اتیہ کرتے ہیں۔ اور آپس میں ایک شخص کو چودھری مقرر کر کے تمام معاملات اسی سے فیصل کرواتے ہیں۔ تواتر سے یہ بات درجۂ یقین حاصل کر چکی ہے کہ یہ لوگ کسی نئے شخص کو اپنے گروہ میں داخل کرنے کے لیے "میر ہیجبری" کی کڑھائی کرتے ہیں۔ اس وقت کیسا ہی قوی اور بہادر شخص اگر اس جگہ بیٹھ جائے تو بہادری اور مردانگی کافور ہو کر انہیں کا شریک حال ہو جائے گا۔ بھلا جادو کے سوا اس کو اور کیا کہہ سکتے ہیں؟"

ہیجڑوں کی ایک نئی قوم زنانہ کہلاتی ہے۔ ان لوگوں میں زنانہ عادات اس قدر تو نہیں ہوتیں کہ عضو مخصوص کاٹ کر ہیجڑوں میں شریک ہو جائیں

تاہم پیشہ ابرا ورناچ گانا کرتے ہیں اور زنڈیوں سے زیادہ ناز و کرشمہ
دکھاتے ہیں اور اکثر مردانہ خراج کے غلبہ کے باعث صاحب اولاد ہوتی ہیں
بہر حال سبب ولادت بچہ میں ظاہر ہونا ضروری ہے ... طبی دلائل سے ثابت
ہے کہ مرد کا مزاج گرم خشک اور عورت کا مزاج سرد تر ہے لہذا ہر ایک
کی منی بھی اس کے مزاج کے ضرور موافق ہوگی۔ دونوں کو ایک ساتھ انزال
ہونے کی حالت میں اگر بحکم خدا حمل قرار پائے تو مردانہ منی کی گرمی خشکی زنانہ
منی کی سردی اور تری سے معتدل ہو کر لڑکا بھی معتدل مزاج پیدا کرے گی
اور اعتدال نہ ہونے کی صورت میں بچہ کا مزاج زیادتی کی طرف مائل ہوگا۔
مثال کے طور پہ مردانہ منی کی گرمی ۳۰ درجہ سردی ۲۰ درجہ، خشکی ۱۵ درجہ
تری ۱۰ درجہ اور زنانہ منی کی گرمی ۲۰ درجہ، سردی ۲۰ درجہ، خشکی ۱۰ درجہ اور
تری ۱۵ درجہ قرار دی جائے تو دونوں منی ملنے کے وقت اگر مردانہ گرمی
و خشکی غالب رہے تو بچہ اصلی مزاج اور کل مردانہ صفات سے موصوف
ہوگا اور کمی زیادتی کی صورت میں اختلاف پڑے گا۔ چنانچہ اگر اس مرد میں
زنانہ مزاج کا فیضان ہو تو مردانہ اعضا کے باوجود بعض زنانہ صفتیں بھی پیدا
ہوں گی۔ جوانی میں علت ابنہ تو نہیں بلکہ اگر رغبت اور قدرت ہوئی تو
بجائے عورتوں کے لڑکوں کی طرف مائل ہوگا۔ زنانہ مزاج کی وجہ
سے جسمانی قوتیں کمزور رہیں گی اور جوانی کا نشہ اترنے کے بعد یقیناً علت
ابنہ میں مبتلا ہوگا۔ اور زنانہ و ہیجڑوں کا شریک حال نہ ہوگا اور زنانہ
۰۰ دکو، کمو، کر وقت پر بچہ لڑکپن میں صحبت بد کی وجہ سے علت ابنہ

اختیار کرے گا۔ اور جوانی میں اکثر فاعل اور کبھی مفعول لیکن آخر عمر میں
قوتیں کمزور ہونے کے وقت ہمیشہ مفعول ہی بنے گا اور اول قسم کی نسبت
زیادہ مردانہ حالات کی طرف راغب رہے گا۔۔۔۔ اس قسم کا قوی مزاج
شخص جس کی شہوانی قوتیں اور طبعی حرارت قوی ہو اگرچہ بچپن میں کسی لالچ
کی وجہ سے مفعولیت میں گرفتار ہو جائے لیکن طبعی حرارت کے ظہور اور
جوانی پر چڑھنے کے وقت سوائے فاعلیت کے دوسرا کام نہیں کرتا۔
کیونکہ مردانہ مزاج، طبعی حرارت اور قوتیں کامل ہو کر زنانہ کمزور مزاج
کو دبا دیتے ہیں اور دفع کر دیتے ہیں۔۔۔ اور اگر زنانہ مزاج نے مردانہ
مزاج کو تھوڑا ہی کم کیا ہے تو بچہ زنانہ مزاج اور اگر بہت کم کر دیا
ہے تو مخنث پیدا ہوگا اور عضو کاٹ کر ہیجڑوں میں شامل ہو جائے گا۔
اگر زنانہ مزاج قطعی نہ ہو اور مردانہ مزاج بھی پیدائشی کم ہو تو مادہ کی
کمی و بیشی کے مطابق خواجہ سرا یا اوصاف مردانہ یا دائمی فیتقی پیدا ہوگا۔
یہ علتِ ابنہ کی طرف قطعی نہیں جھکتا بلکہ اگر عضو تناسل چھوٹا ہونے کی وجہ سے
جماع پر قادر نہ ہو تو عورتوں سے سحق میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اور اگر مردانہ
مزاج و مادہ کم ہونے کے باوجود زنانہ مزاج کا بھی کچھ اثر ہو تو خواجہ
سرا ضدلی ہوگا۔ اگر اعضاء و اوصاف مردانہ ہونگے تو خواجہ سرا اور اگر
زنانہ ہوں تو خنثیٰ اختیار کیا جائے گا۔ کیونکہ لغت میں خنثیٰ وہی ہے
جو مردانہ زنانہ دونوں علامات سے علیحدہ ہو۔ غرضیکہ جس قدر زنانہ مزاج
آمیزش کم ہوگی اسی قدر صفتِ مفعولیت کا ظہور بھی کم ہوگا: کیونکہ

مزاج و قوتیں اور افعال زبردست ہونا مردوں کو لازم اور اس کے خلاف زنانہ مزاج کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور کبھی جسمانی قوتیں زبردست ہونے کے باوجود پیدائشی مزاج کے ضعف کی وجہ سے مفعولیت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

حاصل مطلب یہ ہوا کہ جو شخص مزاج پیدائشی مردانہ پاتا ہے اس کے دل میں شیر کی طرح بکثرت گرمی ہونے کی وجہ سے دل قوی اور تمام کام مردانہ ہوتے ہیں۔ اس کے برخلاف عورتیں خرگوش کی طرح سردی مزاج سے مغلوب ہوتی ہیں.... اسی طرح اعضا کی سختی مردانہ مزاج کا غلبہ ظاہر کرے گی.... عورتوں کا سرد تر مزاج ہونا ظاہر ہے۔ اگر عورت اپنے خلقی مزاج پر پیدا ہو تو تمام زنانہ صفات سے متصف اور مردانہ مزاج کے غالب ہونے کی صورت میں زنانہ اوصاف کے ساتھ اعضاء وغیرہ میں مردانہ رنگ جھلک کر اکثر سحق کی طرف راغب رکھے گا لیکن دونوں مادوں کی برابر کمی کے ساتھ دونوں مزاج برابر یا زنانہ مادہ غالب یا مردانہ غالب یا دونوں مادے تو برابر لیکن زنانہ یا مردانہ مزاج غالب ہو تو اول صورت میں خلقتاً صندلی دوسرے میں تخنثاً مع قوی عضو زنانہ اور تیسرے میں خلقتاً مع قوی عضو مردانہ چوتھے میں خلقتاً زنانہ مزاج کیطرف اور پانچویں میں خلقتاً مردانہ مزاج کی طرف راغب ہوگا.... چوتھی اور پانچویں قسم میں اگر دونوں مادے برابر ہونے کے باوجود بکثرت ہوں تو دونوں عضو موجود ہوں گے ورنہ نہیں۔ اور زنانہ مادہ بکثرت ہونے کی حالت میں مکمل

ہے کہ مادہ کی کمی و بیشی کے موافق چھاتیاں اور رحم (بچہ دانی) بھی پیدا ہو جائیں۔ اور زنانہ مزاج کے غلبہ کے وقت ملتِ ابنہ اور مردانہ مزاج کے غلبہ میں سحق کا شوقین ہو گا۔ اور دونوں قسم کے عقوبہ ہونے کے ساتھ کھال کا نرم ہونا زنانہ پن کی نشانی ہے۔

بلکہ ممکن ہے کہ بالغ (ڈاڑھی، مونچھ اور مردانہ آواز وغیرہ) ہونے سے پہلے عضو تناسل کاٹ دینا مردانہ مزاج کو روک کر عورتوں کے مشابہہ مزاج کر دے۔ لیکن بالغ ہونے کے بعد کاٹ دینا مردانہ مزاج کو مانع نہیں ہوتا۔

عورتوں کے سرد مزاج ہونے کی وجوہات

عورتوں کے سرد مزاج ہونے کی چند ایک وجوہ مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ بچہ پلنے اور کامل ہونے کے لیے غذا حاصل کرنے اور پیدا ہونے کے بعد دودھ پینے کے لیے سامان جمع رہے۔ یہ مقصد طبعی گرمی دبے رہنے ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ ورنہ گرمی مادہ کو گھلا پگھلا کر ناپید کر دے گی۔

۲۔ ماہواری مادہ جمع ہوتے اور بوقت ضرورت کے لیے اکٹھا رہنے کی وجہ سے ان کا بدن نرم اور سست کیا گیا ہے تاکہ پھیل سکے۔

۳۔ سردی کی وجہ سے ان کا جسم سست ہونے سے فائدہ یہ ہے کہ ہمیشہ گھر میں رہ کر امور خانہ داری کی ترتیب اور بچوں کی اصلاح کر سکیں۔

یہاں یہ بات واضح کر دینی ضروری سمجھتا ہوں کہ عورت بہ اعتبار جسم کی موزونیت اور چھاتیوں کے اُبھار کے بارہ سے تقریباً پندرہ برس

کی عمر میں قابلِ نکاح ہوجاتی ہیں۔۔۔لیکن بے حیا شرم کے باعث مباشرت کے ذائقہ سے محروم و بے خبر رہتی ہیں۔ اور بیس برس کی عمر خاص جوانی اور دونوں کے عیش ولذت کا وقت ہے۔ اور تیس برس کی عمر تک ناز و نخرے، انداز و کرشمے، خود بینی و خود آرائی، لذتِ جماع کے انتہائی شوق کا (یہاں تک کہ مرد کی کوئی مہربانی اور وفا اس سے بڑھ کر نہیں ہوتی) زمانہ ہے۔ اور چالیس برس گذرنے پر عورت بوڑھی ہوجاتی ہے۔ اور بڑی سے گوشت لٹک کر چہرے کی ترو تازگی اور صفائی کو غیب کر دیتا ہے۔ اس وجہ سے اس عمر میں عورت بناؤ سنگھار کر کے اپنا عاشق تلاش کرتی ہے اور مردوں کے ساتھ مزاج میں عاجزی و انکساری اور منت و سماجت زیادہ ہو جانے کی وجہ سے شوہر کی رعائتوں کی زیادہ خواہاں ہوتی ہے۔ تاکہ اُس کے دل میں جگہ پائیں اس عمر سے گذر کر مرد کی توجہ اور صحبت کے قابل نہ ہونے کے باوجود ان کے جماع سے سوائے نقصان کے کوئی فائدہ اور لذت حاصل نہیں ہوتی چنانچہ پچاس سال کے بعد قابلِ قتل اور مباشرت کے اعتبار سے مرد کی قاتل ہوتی ہیں۔ ہاں وہ توی کاموں اور اولاد کی پرورش کے لیے بہترین منتظم ہوتی ہیں۔ اور ساٹھ سال گذرنے کے بعد ان سے جماع کا تصور کرنے والے پر اللہ اور تمام مخلوق کی لعنت۔ یہ بات بھی واضح کرنی ضروری ہے کہ عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ عورت کی خواہشات بھی ترقی کرتی چلی جاتی ہیں۔

کا اصل میں سفید ہی بنایا گیا ہے۔ بدیں سبب چھاتیوں کا خون سفید دودھ اور خصیوں کا سفید منی ہو جاتا ہے۔ نیز یہ بھی مشاہدہ ہے کہ کالی صورت بلکہ حبشن کا دودھ اور حبشی کی منی سیاہ نہیں ہوتی۔

حکماء اور اطباء کا اس بات میں اختلاف ہے کہ مرد اور عورت دونوں کی منی میں حمل ٹھہرانے اور قبول کرنے کی قابلیت ہے یا نہیں۔ حکماء بدلیل مضبوط کہتے ہیں کہ

"اگر دونوں میں دونوں قوتیں مانی جائیں تو یقیناً ایک ہی کی منی سے بچہ پیدا ہو جانا چاہیے۔ حالانکہ یہ شہادت و تجربہ یہ وقوع پذیر نہیں۔"

لیکن اطباء (حکیم جالینوس وغیرہ) نے دونوں کی منی میں دو قوتوں کا بیان کر کے اس پہ دلائل دیئے ہیں۔ لیکن انہوں نے بھی حمل ٹھہرانے کی قوت عورت کی منی میں غالب رکھی ہے۔

میں ذاتی طور پر حقیقت سے ناواقف ہونے کے باعث کسی ایک کے قول کو سچا ثابت نہیں کر سکتا لیکن اتنا ضرور سمجھ میں آتا ہے کہ چونکہ مرد کی منی گرم خشک اور عورت کی منی سرد تر ہے جب تک دونوں جمع نہ ہوں قابل پیدائش اعتدال نہیں ہو سکتا۔ بشرطیکہ دونوں کے اصل مزاج میں کوئی تغیر واقع نہ ہوا ہو۔ پس مرد کی منی حمل ٹھہرانے والی اور عورت کی منی قبول کرنے والی ہوتی۔

مادہ منویہ کی ماہیت

تمام حکماء اس بات پر متفق ہیں کہ مادہ منویہ چوتھے ہضم کا فضلہ ہونے کے باعث تمام اعضا سے کھنچ کر آتا ہے۔ نیز سب کے سب اس بات پر بھی متفق ہیں کہ منی متشابہ الاجزاء (یکساں) محسوس ہوتی ہے لیکن اس بات میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ یہ حقیقت میں مختلف الاجزاء ہے یا نہیں۔ بعض اس کے مختلف الاجزاء ہونے کے لیے یہ دلیل دیتے ہیں کہ بچے کا ہر عضو ماں باپ کے عضو سے مشابہ ہوتا اور اس کے مادہ سے بنتا ہے۔

چنانچہ آنکھ کے مادہ سے آنکھ اور ناک کے مادے سے ناک اور اسی طریقہ پر باقی اعضا ظہور پذیر ہوتے ہیں اور بچہ کا ماں باپ کے مشابہ ہونا اس کی واضح دلیل ہے۔ اور آنکھ کے مادہ سے ناک و ناک کے مادہ سے آنکھ بننا ممکن نہیں کیونکہ عقل بھی یہی بات تسلیم کرتی ہے۔ کہ ہر عضو اپنے مشابہ عضو سے پیدا ہو۔

علمِ قیافہ

حق باری تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں ہر ایک کو خاص مزاج اور اندرونی و بیرونی بے شمار عادات عطا کی ہیں۔ لیکن حضرت انسان کو طبعی اور جبلی عادات کے سوا ظاہری اعضاؑ میں بھی ایسی علامتیں رکھی ہیں کہ جن سے اُن کے اندرونی حالات پر استدلال کیا جا سکے۔ اِس کو "علمِ قیافہ" کہا جاتا ہے... چنانچہ حکمائے متقدمین و متاخرین نے اپنی دانائی اور امکانی طاقت خرچ کر کے نہایت سعی و کوشش کے ساتھ پوشیدہ باتوں کو ظاہر کیا ہے۔ کیونکہ مرد و عورت کا اکثر قیافہ مشترک ہے۔ نیز موقع و محل اس بات کا متقاضی ہے کہ خاص عورتوں کا قیافہ تحریر کیا جائے لہٰذا بندہ ناچیز اپنی عقل و قیاس کی رہبری میں اس طرف عنانِ قلم متوجہ کرتا ہے اور اصل حال تو صرف اور صرف خدا وند قدوس کی ذات ہی خوب جانتی ہے۔

۱۔ تمام اعضاؑ کا بڑا و پُر گوشت اور قوی ہونا تمام جسمانی قوتوں کے قوی ہونے کی دلالت کرتا ہے۔ اور جسم کی موذونیت سے جو عضو چھوٹا ہو وہ کمزور ہے۔

۲۔ لمبا قد و سرخ رنگ اور لاغر جسم جلد انزال ہونے کی علامت ہے۔

اِس کا اُلٹ اِس کے خلاف ہوگا۔

۳۔ سر کے بال بکثرت اور بھرے ہوئے ہونا قوی مزاج اور کم ہونا کمزور مزاج کو ظاہر کرتا ہے۔ چہرہ سخت ہونا عورت دوسری کیفیات کے بے باک اور پُرشہوت ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ چہرہ گول اور مربع ہونا شرمگاہ کی تنگی اور قریبی کا باعث ہے۔ اس کے خلاف میں نتیجہ برعکس ہوگا۔

۴۔ کمال نرم و سفید کمی شہوت، سُرخ کثرتِ شہوت، گندمی سرخ سے زیادہ اور سیاہ گندمی سے بھی زیادہ پُرشہوت ہے۔

۵۔ بلند پیشانی دولت مندی کا نشان اور گربہ چشمی شہوت ناک اور سیاہ آنکھیں کمی شہوت نیلگی ہیں۔ چھوٹی بڑی اور مستانہ آنکھیں شہوت ناکی اور شرمگاہ فراخ ہونے کی تقاضی ہیں۔ لیکن اکثر مردوں کو پسند کرتی ہیں۔ شوخی چشم اور جلد حرکت خصوصاً مردوں کی طرف آنکھوں کی جلد جلد حرکت بدکاری کی علامت ہے۔

۶۔ ناک لمبی اور موٹی رحم کے طویل اور موٹا اور اس کے خلاف تیز ناک کی بلندی شرمگاہ کے گہرا ہونے کی دلیل ہے۔

۷۔ منہ تنگ، تنگیٔ شرمگاہ اور منہ کی فراخی اُس کی فراخی، منہ کی خوبصورتی اُس کی خوبصورتی اور منہ کی بدصورتی اُس کی بدصورتی کی دلالت کرتی ہے۔

ہونٹ کا موٹا ہونا شرمگاہ کے لب یا کنارہ کے موٹے ہونے اور

ہونٹ کا باریک ہونا اُس کے کنارے باریک ہونے کی علامت ہے بالائی ہونٹ پر بال ظاہر ہونا نیز ناف بالوں کی کثرت بتاتا ہے۔

۹۔ لمبی ٹھوڑی شرم گاہ گہری اور چپٹی ٹھوڑی اُس کی تنگی کی علامت ہے۔

۱۰۔ موٹی گردن شرم گاہ کی بڑائی بتاتی ہے۔۔۔ مونڈھے بڑے پُر گوشت اور چوڑے بدنی قوتوں کے زبردست ہونے کی دلیل ہیں۔

۱۱۔ چھاتیاں سخت و پُر گوشت و بلند اور پتلی کمر پُر شہوتی اور جماع کی طرف زیادہ میلان بتاتی ہے ایسی عورتیں مردوں کو بھی بہت پسند ہوتی ہیں۔

۱۲۔ پیٹ کا بڑا ہونا خواہش جماع کی زیادتی اور اس کے برخلاف کمی کی نشانی ہے۔

۱۳۔ پیڑو کی ہڈی بلند اور چپٹی کم جلد انزال اور سخت کی طرف جلد رغبت ہونے کی دلیل ہے۔

۱۴۔ سر بدنی اعضا کی موزونیت کے خلاف پیڑو زیادہ بڑا ہو تو شرم گاہ گہری ہے ورنہ نہیں۔ چوتڑ کی بلندی بھی گہرائی کی دلیل ہے۔

۱۵۔ ران اور پنڈلی سخت و فربہ تہوانی جوش کی کثرت کی کثرت ہیں۔

اکثر کہا جاتا ہے کہ عورت کا منہ چوڑا ہونا شرم گاہ چوڑی بتاتا نیز زیریں لب کا چھوٹا ہونا اور زبان کا بہت ہی سرخ ہونا تنگی کی علامت ہے۔ زبان ایسی گول کہ گویا سرے کٹے ہوئے ہیں شرم گاہ میں پانی زیادہ بتاتی ہے۔۔۔ بڑا چہرہ موٹی گردن اور کولہے چھوٹے ہوں تو شرم گاہ بڑی

بڑی اور تنگ ہوگی ..... چھاتیوں، پنڈلیوں اور بیڑو پر بکثرت گوشت ہونا شرم گاہ کی بڑائی اور شوہر کی طرف سے رنج پہنچتے بلکہ بے شوہر ہو جانے کی علامت ہے ..... منہ سُرخ، چھوتے میں گرم، چھاتیاں سخت لمبی نیچے کو مائل اور کولہے سخت از ردئے نکاح بے خطرہ ہے ..... سُرخ رنگ گربہ چشم بہت پُر شہوت ہے --- بچھڑے کی طرح آنکھیں علمیت پر دلالت کرتی ہیں۔ نتھنے بڑے کولہے چھوٹے شرم گاہ کی بڑائی اور پیشانی کیطرف آنکھوں کا بلند ہونا کشادگی چاہتا ہے ..... چربی دار شرم گاہ والی صرف ۱۲ انگشت عضو تناسل والے مرد سے لذت پا سکتی ہے ..... شرم گاہ لمبی اور لاغر ہو تو انزال جلد اور پر گوشت ہو تو انزال جلد اور پرگوشت ہو تو انزال دیر میں ہوتا ہے۔

چھاتیوں کی اقسام

قرینہ عقلی تو اس بات کا خواہاں تھا کہ عورت کی چھاتیاں رحم کے قریب (دیگر حیوانات کی طرح) ہوتیں تاکہ حمل کی حالت میں رحم سے مادہ بآسانی وہاں پہنچ سکتا لیکن چونکہ آدمی کا بچہ پیدا ہوتے ہی اٹھنے بیٹھنے اور حرکت کرنے پر قادر نہیں ہوتا بلکہ چت پڑا رہتا اور بہت دیر بعد اٹھنے بیٹھنے کے قابل ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے عورتوں کی چھاتیاں بلند پیدا کی گئی ہیں تاکہ بچے کے چت ہونے کی حالت میں بآسانی بیٹھی اُس کے منہ میں دیکر دودھ پلایا جا سکے۔ نیز موزونیت جسمانی اس کے سینے کی بلندی پر واقع ہونے کی خواہاں تھی۔ اکثر مواشی کے بچے پیدا ہوتے ہی اُٹھنے بیٹھنے اور دیگر حرکات پر بہت جلد متمکن ہو کر اپنی ماں کی چھاتیوں سے دودھ پی سکتا ہے۔ لہٰذا ان کی چھاتیاں رحم کے قریب رکھی گئیں۔

خدائے بزرگ و برتر نے چھاتیاں تین قسم کی بنائی ہیں۔

۱۔ چھوٹی جن کی جڑ موٹی اور اوپر سے باریک کم اونچی ہوتی ہے.... ان کا نام حلیمی ہے۔ دودھ پلانے اور مرض سے لاغر ہونے اور بڑھاپے میں بالکل نامعدوم ہو کر سینہ صاف ہو جاتا ہے۔ ایسی عورتوں میں اولاد کا ظہور بمشکل ہی ہوتا ہے۔

۲۔ بڑی ۔۔۔ اِن کو گھبا کہتے ہیں ۔۔۔ دودھ پلانے اور بڑھاپے میں ڈھیلی ہو کر قابلِ نفرت ہو جاتی ہیں ۔۔۔ پنجاب کی عورتوں کا اکثر یہی حال ہے۔

۳۔ متوسط ۔۔۔ جو بڑے موٹی ہونے کے باوجود ملبقداو ! وپر کو کچھ دٹی بھی ہوتی ہیں ۔ اِن کو رانٹے کہا جاتا ہے ۔۔۔ مذکورہ بالا اسباب سے متاثر ہو کر بھی اپنی حیثیت قائم رکھتے ہوئے موجود رہتی ہیں۔ اکثر جگہ انجیا کا رواج نہ ہونے سے اعلیٰ درجہ کی چھاتیاں بھی بھدی سرے ہی میں خراب ہو کر قابلِ نفرت ہو جاتی ہیں۔

یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ بھٹنی بھی بڑی چھوٹی ہوتی ہے۔ بڑی بھٹنی اکثر بڑی چھاتیوں میں اور کبھی کبھار تیسری قسم میں بھی پائی جاتی ہیں۔ چھوٹی چھوٹی چھاتیوں اور اکثر تیسری قسم میں بھٹنی چھوٹی ہوتی ہے۔ اگرچہ دودھ پلانے کی حالت میں بڑھ جاتی ہے۔ لیکن مساس کے لائق صرف بڑی بھٹنی ہی ہوتی ہے۔

واضح رہے کہ اگر مساس کے وقت چھاتیوں میں گٹھلی پائی جائے تو یہ مستی اور منی جمع ہونے کی علامت ہے (نوعمر مرد اور عورتوں کیطرح) اور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عرصہ سے مرد نہیں ملا اور اگر ملا ہے تو اس کی خواہش رفع نہیں ہوئی۔ اور شروع جوانی بلوغت کے وقت جو چھاتیوں میں گرہیں پائی جاتی ہیں اُن کی وجہ یہ ہے کہ منی اور حیض کا مادہ بکثرت ہونے کے سبب اُس کو بحران کے طریقہ پر متصل رگوں کی راہِ بخارات بن کر چھاتیوں میں پہنچا دیتی ہے چھاتیوں کی سختی

اسفنجی ہونے کے باعث باریک اور تیلے اُڑ کر گاڑھے اجزا اسی جگہ کی سردی اور حرارت کی کمی سے گرہ بنا کر چھاتیوں کی جسامت بڑھا دیتے ہیں.... چھاتیوں کے ظاہر ہونے اور بڑھتے ہیں یہ حکمت اور دلیل ہے کہ پیدائش کے وقت دودھ پیدا کرنے کو تیار ہیں۔ "حقیقت ہے کہ حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔"

پردۂ بکارت اور رحم کی اقسام

کنوارپنے کی حالت میں رحم کے منہ پر ایک جھلی لگی ہوتی ہے اور اس جھلی پر رگوں کا ایک جال سا بنا ہوا ہوتا ہے۔ پہلی ہی مباشرت میں یہ جھلی اور رگیں پھٹ کر خون بہتا ہے۔ اور حیض کی حالت میں رحم کی نالی کھلنے سے وہ جھلی سست اور ڈھیلی ہو جاتی ہے۔ لیکن بکارت نہیں ٹوٹتی پیشاب کی نالی رحم کے منہ سے اوپر ہوتی ہے۔

خداوند قدوس نے رحم تین قسم کے بنائے ہیں۔

۱۔ نرم باریک اور ہلکا جو قوی دھکوں سے تکلیف پاتا اور چڑیا دھرن کے نام سے مشہور ہے۔

۲۔ سخت، موٹا اور دبیز۔ زبردست صدموں اور دھکوں کا خواہاں ہوتا ہے۔ بلکہ یہ کہنا مناسب ہے کہ بغیر اس کے لذت نہیں پاتا یہ بھینسا دھرن کہلاتا ہے۔

۳۔ متوسط درمیانہ جسم ہوتا اور ایسے ہی صدمات اور دھکے چاہتا ہے۔

لیکن انزال کے وقت سخت حرکات کا تحوایل ہوتا ہے۔ اس کو سودلوهرن کہتے ہیں۔

انتزاحل پیدائش کے اعتبار سے رحم قوی اور دبیز ہوتا ہے لیکن کثرت مباشرت یا کثرت اولاد وغیرہ کے باعث کمزور ہو کر زبردست دھکوں کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ یہ مرض میں داخل ہے واحمل تقیم کو مقر نہیں نیز اکثر ٹھوس اور سخت بدن رحم کے دبیز اور مضبوط ہونے پر دلال ہے۔ دیر کی خواہش مند اور حرص والیوں کا رحم سخت ہوتا ہے۔

نیز بتانا ضروری ہے کہ حرص کی کمی، دیر میں خواہش یا انزال دیر میں ہونا بلغمی مزاج پر دال ہے۔ اور صفراوی مزاج میں انزال جلد سخت حرص اور بہت جلد جماع کی خواہش ہوتی ہے۔

حیض

ارباب بصیرت سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ حیض (ماہواری خون) نو یا دس برس کی عمر سے شروع ہو کر اڑتالیس انتہائی پچاس سال کی عمر پر اکثر عورتوں میں بند ہو جاتا ہے جب تک حیض جاری رہے عموماً تب ہی تک حمل ٹھہر سکتا ہے اور پچاس سال کی عمر کے بعد بہت ہی نادر الوقوع ہے۔ حمل کی کم سے کم مدت چھ ماہ ہے چنانچہ شیخ الرئیس نے اس کا اور بچہ زندہ رہنے کا مشاہدہ تحریر کیا ہے۔ آج تک کی تاریخ میں حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت چار سال ہے (شیخ الرئیس ہی کے زمانے میں ایک عورت کے چار سال کے حمل کے بعد بچہ پیدا ہوا تھا جس کے دانت بھی موجود تھے) حیض کی ابتدا تو یا دس سال کی عمر سے مقرر ہے۔ اگر اس سے پہلے یا مدت ختم ہونے کے بعد یعنی ساٹھ سال اور اس کے بعد بھی ہو تو یہ مرض شمار کیا جانے کا اس طرح اس کے دورہ کے کم از کم دو دن اور زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ۔ ایک مہینہ سے دوسرے مہینے کا دورہ شروع ہونے کے درمیان بیس روز

ہوتے ہیں۔ اس سے کمی یا زیادتی کی صورت میں جریان خون یا استقرار ہوگا۔
ابو سہل مسیحی کا قول ہے کہ۔

"اکثر عورتوں کو چودہ سے بیس سال تک حیض شروع ہوتا ہے۔ اس سے قبل و بعد ممکن نہیں۔ یعنی حیض زیادہ سے زیادہ بیس سال کی عمر میں شروع ہو کر پچپن سال کی عمر میں ختم ہو کر سلسلہ حمل کو منقطع کر دیتا ہے۔ اس وقت انقطاع حمل اس وجہ سے نہیں ہوتا کہ خون حیض بچہ کی غذا بنتا ہے۔ کیونکہ محال ہے۔ وہ فضلہ ردی قابل دفع جس کو طبیعت کراہت اور ردی ہونے کے جب عورت کے جسم سے پھینکتی ہے۔ کیونکہ خیال کیا جائے کہ بچہ کے بدن کی غذا بنتا ہے۔ حالانکہ بچہ کا بدن بہ مزاج لطیف و ترکیب کمزور قوتیں سست اور کثرت رطوبت ہونے کی وجہ سے معمولی سبب بھی خرابی کا باعث ہو جاتا ہے۔ تو کیونکر یہ ردی فضلہ غذا بن سکے۔ بلکہ حالت حمل میں حیض کے بند ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نطفہ کو روکنے کی وجہ سے رحم کا منہ بند رہتا اور پھر بچہ بڑا ہو کر اور روکتا ہے اس کے رکنے کا فائدہ یہ ہے کہ یہ فضلہ بچہ کو پھسلا کر نکلنے میں مددگار ہوتا ہے۔ نیز اگر فضلہ مذکورہ جنین کی غذا بنتا تو بعد پیدائش مقدار کثیر کس طرح اور کہاں سے نکلتا۔ پس بچہ کی غذا ماں کے اعلیٰ و بہتر خون سے بنتی ہے اور بیکار یا باقی مادہ اس فضلہ کے ساتھ جمع ہو کر بعد پیدائش نکل جاتا ہے۔"

علامہ کے کہنے کے مطابق یہ غلط ہے کیونکہ یہ مشہور بات ہے کہ حیض کا خون تین قسم کا ہوتا ہے۔

۱۔ بچہ کی غذا میں صرف ہوتا ہے۔

۲۔ دودھ بننے کے قابل چھاتیوں میں پہنچکر دودھ بن جاتا ہے۔

۳۔ بے کار جمع رہ کر بوقت نفاس بسو دمند ثابت ہوتا ہے۔

میری اپنی ناقص عقل کے مطابق علامہ کا فرمان درست ہے کیونکہ ابو سہل عیسیٰ کا قول ماننے پر دودھ پلانے کی حالت میں حیض بند نہ ہونا چاہیئے اور یہ بات ظاہر ہے کہ سوائے نادر صورتوں کے (یعنی جبکہ عین شباب اور مادہ بکثرت ہو) اکثر دودھ پلانے کا زمانہ حیاں حیض سے خالی گذرتا ہے۔ نیز غیر حمل کی حالت میں دو ماہ متواتر بھی حیض بند رہنا کوئی نہ کوئی مرض لاحق کر دیتا ہے اور سخت تعجب ہے کہ حالت حمل میں روی اور قابل دفع فضلہ (مرض پیدا کرنا جس کا کام ہے) بچہ کی غذا میں خرچ نہ ہونے کے باوجود نوماہ یا کم وبیش) متواتر بند رہتے پر بھی باعث مرض نہیں ہوتا (نیز حاملہ کو چار ماہ تک متلی قے وغیرہ لاحق رہتی ہے) اور بچہ پورا اور قابل غذا ہونے کے بعد تمام شکایات رفع ہو جاتی ہیں۔

خداوند قدوس کی حکمت بالغہ نے عورتوں کی بدنی گرمی اس واسطے کم رکھی ہے کہ ان کا خون حیض تمام فنا نہ ہو کر اور غذائے مادہ کا بقیہ جمع رہ کر بچہ پیدا ہونے کے بعد بوقت ضرورت اس کی غذا نے اور اس کا بھی بقیہ جمع رہ کر ہر مہینہ حیض کے راستہ باہر نکل جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح بعض مردوں میں پیدائشی حرارت کم ہونے کے باعث کمزوری اور تحلیل کم ہو کر غذا کے فضلات بواسیر وغیرہ کی صورت میں

خارج ہوتے ہیں (لہٰذا یہ مقولہ مردوں میں بواسیر عورتوں کے حیض کی مثل ہے۔ ٹھیک ہے) اور یہ ظاہر ہے کہ عورتوں کی کمی حرارت کے باعث جو مواد جمع ہوتے ہیں ضرورت کے وقت اُن کے بدن اور حمل کے وقت بچہ کی غذا بنتے ہیں۔ اور مالک زمین و آسمان کے حکم سے اُس کا بقیہ بعد پیدائش چھاتیوں میں پہنچ کر بشکل دودھ بچہ کی پرورش کا ذریعہ بنتا ہے۔ اور زیادہ ہونے کی صورت میں رگوں کے راستہ رحم میں پہنچ کر خارج ہوتا ہے.... حیض شروع ہونے کے وقت چھاتیوں کے پھولنے سے دونوں کی باہم رسم و راہ بخوبی واضح ہوتی ہے۔

سحق یا ہم جنس پرستی

عورتیں مرد میسر نہ ہوتے، کھانے سے بے فکری، کوئی دنیوی کام نہ ہونے، پیدائشی آزادی، پرشہوتی و بے حیائی، اچھے بُرے کا خیال نہ ہونے اور کوئی مہربان سمجھانے والا نہ ہوتے، شوہر نہ ہوتے یا شوہر کے خبرگیر نہ ہونے اور برے کام کی رغبت دلانے والی صحبتوں کی وجہ سے عورتیں اس حیا سوز اور تباہ کن فعل قبیح کو اختیار کرتی ہیں اور پھر آہستہ آہستہ اس کی مشتاق بن جاتی ہیں۔ جیسے اکثر مرد عورت نہ ملنے کی یا کسی اور سبب سے لونڈے بازی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ بری صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ اور اس کی عادت پڑجانے پر مرنے سے پہلے چھٹکارہ ممکن نہیں ہوتا۔ اکثر بے حیا اور بے شرم عورتیں (بے شرم لونڈے بازوں کی طرح) اس کام کو پسند کرتی ہیں۔ دنیا کے رواج کے موافق اس کا معیوب ہونا ظاہر ہے کہ مرد و عورت کی نگاہ میں ذلیل ہوتی ہیں اور ہر ایک ان پر انگلی اٹھاتا ہے۔ عام عورتیں ان کے پاس بیٹھنا بھی بہت برا سمجھتی ہیں اور ایسی عورتوں

کو اپنے گھروں میں نہیں آنے دیتیں.... خداوند قدوس کے نزدیک بھی اس کی برائی لونڈے بازی سے کم نہ ہوگی۔

بعض عورتیں طبعی طور پر اس طرف متوجہ نہ ہونے کے باعث مگر مرد کی عدم خبرگیری کی حالت میں مجبوراً اس کی طرف راغب ہوجائیں تو مرد کی توجہ کے وقت جس طرح بھی ممکن ہو اس کو چھوڑ دیتی ہیں۔ لیکن جن عورتوں کو اِن کی رغبت ہوتی ہے۔ وہ یا تو مرد کے دوسری جگہ جانے سے یا کم شہوت بڑھاپا یا پیدائشی کمزور اور عورت کے شہوت ناک ہونے سے (جو عورت کی شہوت کم کرے) ، در غلبۂ شہوت کے وقت اِس قسم کی کوئی عورت مل جانے کی وجہ سے اس قبیح فعل میں مبتلا ہوجاتی ہیں۔ اور مرد سے اُن کی تسکین نہیں ہوتی۔ غرض یہ کہ بوقت موقع ایک دوسرے کی خواہاں ہو کر خلوت کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ دل میں اچھی طرح اس کی رغبت جم جاتی ہے تو عمر بھر اس کو نہیں چھوڑتیں اور مرد کو خاطر میں بھی نہیں لاتیں۔ بلکہ تمام عمر اس کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتیں۔

اِس طرح کی عورت (جو کہ سحق ہو مبتلا ہو) کی پہچان یہ ہے کہ دُبلی پتلی اور تمام جسم پر گوشت و چربی کی کمی عموماً اور شرم گاہ پر خصوصاً بہت کمی اور پیڑو کی ہڈی نسبتاً زیادہ بلند اور بے حد شہوت ہوتی ہے۔ عورتوں میں بہت جلد میل جول پیدا کرلیتی ہیں اور تمام عمر مردوں کا تعلق گوارہ نہیں کرتیں۔

اِس طرح کی عورتیں دو طرح کی ہوتی ہیں۔

۱۔ "تانبے کے پیسے (خصوصاً انگریزی ٹکے) ہتھیلی میں بھر کر شرمگاہ کی گنجائش کے موافق عضو تناسل کی شکل کا بنا کر اس کے اوپر مخمل کا دبیز کپڑا چڑھانے کے بعد آخر میں لمبے ڈورے لگا دیئے جاتے ہیں۔ چپٹی کے وقت اوپر والی عورت (قائمقام مرد) اُس کو پیڑو کی ہڈی سے اوپر لگا کر ڈورے سے کمر یا جونتڑ پر باندھ لیتی ہے۔ اور لعاب بیدانہ یا اسبغول وغیرہ سے نرم کر کے داخل کرتی ہے اور مرد کی طرح حرکت کر کے انزال کراتی ہے۔

۲۔ اس مخصوص آلہ کے بغیر اس طرح اپنا کام نکالتی ہیں کہ اوپر والی عورت دوسری عورت کے پیڑو سے پیڑو اور پیشاب گاہ سے پیشاب گاہ حسب خواہش رگڑ کر فرط لذت سے بے تاب ہو کر دونوں منزل ہو جاتی ہیں۔

اگر بالفرض محال ایسی کوئی عورت کسی مرد کے پھندے میں پھنس جائے اور مرد بھی یہ تہیہ کرے کہ اس کی یہ عادت ہر قیمت پر چھڑوانی ہے تو اس مرد کو چاہیئے کہ سب سے پہلے وہ عورت کو اپنی چرب زبانی اور جھوٹی باتوں سے اس کام کے لیے راضی کرے۔ کیونکہ عورتیں ناقص العقل ہونے کی وجہ سے چرب زبانی اور جھوٹی باتوں پر بہت جلد فریفتہ ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد لازمی ہے کہ عورت کے پسندیدہ مقامات و پیشاب گاہ وغیرہ کے مساس سے مست کر کے اس فعل کی طرف راغب کرنے کے بعد حرکت شروع کریں۔ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ مندرجہ ذیل آسن اور

پ

تدابیر اِس عادت کو چھڑوانے میں کافی مددگار ثابت ہوتے ہیں۔اِس لیے اِن کو مختصر طور پر تحریر کیا جا رہا ہے۔

پہلا آسن :۔ عورت کو پسندیدہ مقامات کے مساس سے مست کر کے زمین پر نرم بستر پر لٹائیں اور اس کے دونوں پیر ملا کر اُن کے اوپر گھوڑے کی طرح سوار ہو جائیں پھر عضو مخصوص کو شرمگاہ میں داخل کرنے کے بعد اُس کے پیر ایسے چھوڑ کر اِس طرح حرکت کریں کہ اپنے پیڑو کی ہڈی عورت کے پیڑو کی ہڈی سے رگڑ کھاتے۔ نیز اس دوران سر ذکر سے رحم کی تلاش کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ چھوٹے عضو تناسل سے یہ ممکن نہیں ہے لیکن عورت کے چوتڑوں کے نیچے تکیہ رکھنے سے یہ کمی پوری ہو سکتی ہے۔

دوسرا آسن :۔ عورت کو ہر ممکن طریقہ سے شہوت ناک کرنے کے بعد زمین کو روئی کے نرم گدیلوں سے اچھی طرح درست کریں اور عورت کے چوتڑوں کے نیچے ایک تکیہ رکھ دیں۔ تاکہ اس کے پیڑو کی ہڈی بلند ہو جائے۔ پھر اِن کے دونوں پیر ڈھیلے چھوڑ کر اس کی کنج ران میں اپنی کنج ران رکھ کر دخول کریں اور سر ذکر سے رحم کی تلاش رکھتے ہوئے اپنے پیڑو کی ہڈی عورت کی ہڈی کے نیچے یعنی پیشاب گاہ پر رکھ کر اِسطرح ہلیں کہ اس کی شرمگاہ کی چربی و گوشت رگڑ سے ہڈی کی طرف مائل ہو۔ پھر نرمی کیساتھ پیڑو سے پیڑو رگڑ کر دیکھیں کہ عورت کس قدر بیتاب ہو جاتی ہے۔

مباشرت کے طریقے

اکثر و بیشتر یہ سننے میں آیا ہے کہ مباشرت کے ایک روائتی طریقے کے علاوہ باقی تمام طریقے ناجائز، غیر مہذب اور فحش ہیں۔ یہ بات صحیح نہیں۔ جو طریقہ مباشرت میاں بیوی کے لیے آرام دہ اور پُر لطف ہو اس کو اختیار کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ اس سے میاں یا بیوی کی صحت پر کوئی بُرا اثر نہ پڑتا ہو۔ اور وہ دونوں میں سے کسی بھی ایک کے جنسی اعضاء کے لیے مضر نہ ہو۔

بعض لوگ بچوں کے خواہش مند ہوتے ہیں اور بعض نہیں ہوتے۔

اسی طرح بعض مردوں کا اعضائے تناسل چھوٹا ہوتا ہے اور بعض کا بڑا اس لیے طریقہ مباشرت میں تبدیلی سے ان چیزوں کا ازالہ کیا جا سکتا ہے۔

ان طریقوں کے انتخاب کا تعلق میاں بیوی کی پسند اعضائے تولید اور بچوں کی خواہش سے ہے۔ ان مقاصد کے لیے جو طریقہ مناسب ہو اختیار کیا جا سکتا ہے۔

پہلا طریقہ :۔ اس طریقے میں عورت سیدھی لیٹ جاتی ہے اور مرد اوپر کی طرف سے دخول کرتا ہے۔ اور جنسی فعل انجام دیتا ہے۔ استقرارِ حمل کے نقطۂ نظر سے یہ طریقہ مناسب نہیں۔ کیونکہ اس میں عورت سیدھی لیٹی ہوتی ہے اور اس کا سارا جسم سیدھا ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے اندام نہانی کا رُخ نیچے کی طرف ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے انزال کے بعد مرد کا مادہ منویہ عورت کے رحم کی طرف جانے کی بجائے فوراً باہر کی طرف آجاتا ہے اس طرح حمل کا امکان بہت کم ہوتا ہے۔ اس طریقے سے مباشرت کرنے سے عورت اور مرد دونوں کو بہت جلد ملتی ہے کیونکہ عورت کی دونوں ٹانگیں جڑی ہوتی ہیں۔ اس لیے دخول کے وقت جنسی اعضاء رگڑ کھاتے ہیں اور یہ رگڑ لذت کا باعث بنتی ہے۔ عورت کو بھی اس طریقے میں کئی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ چونکہ وہ سیدھی لیٹی ہوتی ہے اور اسے کوئی حرکت نہیں کرنا پڑتی اور تمام جنسی فعل مرد انجام دیتا ہے۔ لہٰذا عورت کو ا... نہیں ہوتی۔ اس طریقے سے عورت کو ... زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ مردانہ عضو پھنس کر اندر داخل ہوتا ہے جس کی وجہ سے اندرونی لبوں اور بظر سے رگڑ کی وجہ سے عورت میں ... ہیجان پیدا ہوتا ہے۔ اس طریقے میں عورت بھی مرد کا مکمل ساتھ دے سکتی ہے کیونکہ اس طریقے میں مرد کا تمام جسم اس کی پہنچ میں ہوتا ہے اور وہ مباشرت کے دوران ہر طرح کی حرکت کر سکتی ہے۔

دوسرا طریقہ :۔ اس طریقہ میں مرد عورت کے چوتڑوں کے

نیچے ایک تکیہ رکھ دیتا ہے۔ اس طریقہ سے مردانہ عضو یا تدام نہائی میں
زیادہ گہرائی تک جاتا ہے اور عورت کے رحم کے منہ سے ٹکراتا ہے۔ کیونکہ
عورت کے چوتڑوں کے نیچے تکیہ ہوتا ہے اس لیے رحم کا منہ عضو کے سامنے
آجاتا ہے۔ اس طریقہ سے انزال کے وقت مرد کا مادہ منویہ رحم کے
منہ پر گرتا ہے یا اس کے قریب ہی ہوجاتا ہے۔ اور جراثیم آسانی
سے رحم کے اندر داخل ہوسکتے ہیں۔ اس طریقے سے مردانہ عضو عورت
کے بظر کو نہیں چھوتا یا بہت کم چھوتا ہے۔ اس وجہ سے اس طریقہ سے
عورت کم لطف اندوز ہوتی ہے۔ یہ طریقہ استقرارِ حمل کے لیے مفید ہے۔

تیسرا طریقہ:۔ اس طریقہ میں عورت سیدھی لیٹ کر اپنی
ٹانگیں سینے کی طرف اٹھا لیتی ہے اور انہیں اپنے ہاتھوں سے تھامے
رکھتی ہے۔ اس حالت میں عورت پہلے دونوں طریقوں کی بہ نسبت کم آرام
میں ہوتی ہے۔ اس کا سارا جسم کسی قدر تناؤ میں ہوتا ہے۔ اور اس نے
اپنی ٹانگوں کو ہاتھوں میں پکڑا ہوتا ہے۔ البتہ مرد ہر قسم کی حرکات کرنے
کے لیے آزاد ہوتا ہے۔ اس طریقہ سے بھی مردانہ عضو زیادہ گہرائی
تک جاتا ہے۔ مرد اس طریقہ میں زیادہ کشش محسوس کرتے ہیں شاید
اس کا کشش کا سبب وہ لذت ہے جو عورت کے ذرا مختلف اور
تکلیف دہ طریقہ سے لیٹنے کی وجہ سے مرد کو نفسیاتی طور پر حاصل
ہوتی ہے۔ یہ طریقہ بھی استقرارِ حمل کے لیے مفید ہے۔ کیونکہ اس طریقہ
سے انزال کے بعد مرد کا مادہ منویہ باہر کی طرف نہیں آتا بلکہ رحم میں

یا رحم کے پاس جمع ہو جاتا ہے۔

چوتھا طریقہ:۔ اس طریقہ میں عورت سیدھی لیٹ کر اپنی ٹانگیں اٹھا کر مرد کے کندھوں پر رکھ دیتی ہے۔ عورت اس طریقہ میں آرام سے نہیں ہوتی۔ مرد کے عضو کی شدید ضربات عورت کے رحم کے منہ پر پڑتی ہیں۔ اس کی وجہ سے رحم کے ٹل جانے کا خدشہ ہوتا ہے۔ اس میں مردوں کو بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے اس طریقہ میں عضو کی ضربات شدید نہیں ہونی چاہئیں۔ عضو پورے کا پورا داخل بھی نہیں کرنا چاہیے۔ اگر طریقہ میں مندرجہ بالا احتیاط کی جائے تو یہ استقرار حمل میں فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے۔

پانچواں طریقہ:۔ اس طریقہ میں عورت سیدھی لیٹ جاتی ہے اور مباشرت کے وقت اپنی ٹانگیں اٹھا کر مرد کے بازوؤں پر رکھ لیتی ہے۔ اس طریقہ میں عورت چوتھے طریقہ کی نسبت آرام میں ہوتی ہے اور خود بھی حرکت کر سکتی ہے۔ لیکن اپنے کولہوں کو حرکت نہیں دے سکتی۔ اس طریقہ مباشرت میں مرد کی حرکت بھی محدود ہو جاتی ہے کیونکہ اس کے بازوؤں پر عورت کی ٹانگوں کا بوجھ ہوتا ہے۔ اس طریقہ میں مباشرت کے دوران مرد عورت کے جسم کے کسی بھی حصے کا مساس نہیں کر سکتا۔ جس کی وجہ سے عورت کو منزل ہونے میں دیر لگتی ہے۔ یہ طریقہ اکثر وہ لوگ استعمال کرتے ہیں جن کا جنسی ملاپ کافی طویل ہوتا ہے۔ اور وہ مساس کے بغیر بھی عورت کو منزل تک پہنچا سکتے ہیں۔

چھٹا طریقہ:۔ اس طریقہ مباشرت میں عورت اپنی ٹانگیں مرد کی کمر پر رکھ لیتی ہے یا پھر دونوں پاؤں مرد کی کمر کے پیچھے لے جا کر باندھ لیتی ہے اور خود بھی اپنے کولہوں کو اوپر اور نیچے کی طرف حرکت دینے کے قابل ہو جاتی ہے۔ مرد بھی اس طریقے میں پوری طرح آزاد ہوتا ہے۔ اس طریقہ مباشرت میں بھی عضو کافی اندر تک جاتا ہے۔ چنانچہ اکثر جوڑے اسی طریقہ مباشرت کو پسند کرتے ہیں۔ اس طریقہ میں مرد اور عورت کا جسم ایک دوسرے کو اچھی طرح چھوتا ہے یہ طریقہ بھی استقرار حمل کے لیے بہت مفید ہے۔

ساتواں طریقہ:۔ اس طریقہ میں عورت سیدھی لیٹ کر اپنی ٹانگیں دونوں طرف پھیلا لیتی ہے اور مرد اس کی ٹانگوں کے درمیان دونوں پاؤں پر بیٹھ کر اس کی ٹانگیں اٹھا کر اپنے کندھوں پر رکھ لیتا ہے۔ یا اپنے بازوؤں کے نیچے سے نکال لیتا ہے اور پھر عضو داخل کرتا ہے۔ اس طریقہ مباشرت میں مرد ہر طرح کی حرکت کر سکتا ہے اور عورت کے جسم کے ہر عضو کو بھی اچھی طرح چھو سکتا ہے۔ لیکن عورت آزادی سے حرکت نہیں کر سکتی۔ یہ طریقہ بھی استقرار حمل کے لیے مفید ہے بشرطیکہ عورت کے چوتڑوں کے نیچے تکیہ رکھا ہوا ہو۔

آٹھواں طریقہ:۔ اس طریقہ مباشرت میں عورت سیدھی لیٹ جاتی ہے۔ مرد اس کے چوتڑوں کے نیچے تکیہ رکھ کر اس کے اوپر لیٹ کر اپنے دونوں ہاتھ عورت کی گردن کے پیچھے لے جا کر

باندھ لیتا ہے اور پھر عضو کو اندام نہانی میں داخل کرتا ہے۔ مرد اپنی سر نیچے کی طرف جنبش کے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھوں سے عورت کو نیچے کی طرف کھینچتا ہے۔ جس کی وجہ سے مردانہ عضو زیادہ اندر کیطرف جاتا ہے اور رحم سے ٹکراتا ہے۔ اس طریقہ مباشرت میں [illegible]ت زیادہ تکلیف محسوس کرتی ہے کیونکہ اُسے دو طرفہ دباؤ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ یہ طریقہ مباشرت بھی استقرارِ حمل کے لیے مفید ہے۔

نواں طریقہ :- اِس طریقہ مباشرت میں مرد سیدھا لیٹ جاتا ہے اور اپنی ٹا[illegible]یں موڑ کر گھٹنے اُوپر اُٹھا لیتا ہے اور عور[illegible]ت اس کے اوپر لیٹ جاتی ہے۔ اِس طریقہ میں تمام جنبش عورت کرتی ہے۔ یہ طریقہ حمل کے لیے مفید نہیں ہے۔ اِس سے [illegible]ت کے حاملہ ہونے کا امکان بہت ہی کم ہے۔

تبادلہ سن

اگر ایسا مرد کسی با اختیار پوسٹ پر کام کر رہا ہو یا اپنے کاروباری ادارے کا مالک ہو تو وہ لمحہ بہ لمحہ لیڈی سیکرٹریوں کو بدلنے لگتا ہے۔ ہر دوسرے تیسرے ماہ نئی لیڈی سیکرٹری آجاتی ہے۔ اس سے اس کے دو مقصد حل ہوتے ہیں۔ ایک نو لیڈی سیکرٹری جو اس کے اندرونی آثار قدیمہ سے آگاہ ہو جاتی ہے اس کو وہ یہ بات پھیلانے سے پہلے ہی چلتا کر دیتا ہے اور دوسرے جلدی جلدی بدلتا ہوا حسین چہرہ اُسے تر و تازہ اور شاداب رکھنے میں خاصی مدد دیتا ہے۔ ہندو لیڈر گاندھی کی مثال ہمارے سامنے ہے جو قبر میں ٹانگیں لٹکائے بیٹھا ہونے کے بعد ہر لمحہ اپنے دائیں بائیں دو جوان کنواری لڑکیاں رکھتا تھا۔ جن کے شانوں پر وہ اپنے غلیظ جسم کا بوجھ ڈال کر چلتا تھا اور چلتے میں اس کے دونوں لٹکے اور جھولتے ہوئے ہاتھ ان کنواریوں کے پستانوں سے ٹکراتے رہتے تھے اس فعل سے

وہ جنسی خط بھی اُٹھاتا تھا اور اس کو اپنے بڑھاپے کا بھرپور احساس بھی تو رہتا تھا۔ اس ذہن کے مالک لوگ لڑکیوں کی قربت اور ان کی بلدی جلدی تبدیلی میں ہی اپنے بوڑھے ہوتے کے راز کو چھپائے پھرتے ہیں۔

امساک کی گولیاں

بڑھاپے کی خون ریزی سے نبرد آزما ہونے والے یہ خوفزدہ مرد اپنی طاقت جنسی کو قائم رکھنے کے لیے کشتے اور امساک کی دوائیں استعمال کرتے ہیں جس سے ان کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ ایک تو ان کے عضو تناسل میں جو کمزوری آ رہی ہے وہ نہ آنے پائے اور دوسرے مادہ منویہ پتلا ہونے کے باعث ان کے فعل میں جو دورانیہ کم تر ہوتا جا رہا ہے وہ کمتر ہونے سے بچ جائے۔ اگر تو کوئی اچھی صحت مند اور صحیح دوا مل جائے یا کوئی نیک چارہ گر میسر آ جائے تو ان کا مسئلہ کسی حد تک حل ہو جاتا ہے لیکن اگر ان کو بازاری دوا اور ٹھگ قسم کا طبیب مل جائے تو پھر ان کا رہا سہا تن بھی رخصت ہو جاتا ہے۔ امساک کی گھٹیا اور تیز ترین دواؤں پر مشتمل گولیاں ان کو رہی سہی طاقتِ مردمی سے بھی محروم کر دیتی ہے۔ اور وہ جنس کی اس شوخی کے بوجھ تلے کچھ اس طرح دبتے ہیں کہ نہ جائے رفتن

نہ پائے مانڈن کے عمل کا شکار ہو کر رہ جاتے ہیں۔ یعنی نہ تو وہ اس دوا کو ترک کرتے ہیں کیونکہ ایسی ہی دواؤں سے ان کی آخری اُمید وابستہ ہوتی ہے جسے وہ کسی قیمت پر ٹوٹنے نہیں دیتے اور نہ ہی یہ دوائیں اُسے مطلق کر پاتی ہیں کہ جس سے اس کا مقصد ہو جائے۔ اس لیے اس کے لیے یہ صورتحال بالکل اُس کمبل کی سی ہو جاتی ہے جو اسے چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتا۔

کم عمر لڑکیاں

بڑھاپے کو کسی حد تک روکنے اور اس سے ایک حد تک نجات حاصل کرنے کا جو سائنسی اور طبی نقطہ نگاہ سے رائج الوقت طریقہ ورثہ ہے وہ یہ ہے کہ ادھیڑ عمر یا بوڑھے مرد کے لیے نوجوان، کم سن (اور اگر میسر ہو سکے تو کنواری) لڑکیاں بالکل وہی کام کرتی ہیں جو ماطافنی کے شکار جسم کے لیے جوان چوزوں کی یخنی......

اصل میں کم سن اور جوان ہوتی ہوئی لڑکی کے جسم سے بوڑھے مرد کا جسم ساری توانائیاں اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے جس کے بعد لڑکی کا جسم ہڈیوں کا ڈھانچہ بننے لگتا ہے اور مرد کے لیے ایک حد تک جسمانی طاقت اور قوت فراہم کر جاتا ہے۔ اس عمل سے گذرنے والا بوڑھا مرد تو مزید بوڑھا ہونے سے بچ جاتا ہے مگر وہ کنواری یا کمسن لڑکی وقت سے بہت پہلے جسمانی طور پر مرجاتی ہے۔ اس کا شباب سترہ سال کی عمر میں ہی اُجاڑ بیابان

کا منظر پیش کرنے لگتا ہے اور وہ جوانی ہی میں پچاس سال کی بڑھیا دکھائی دینے لگتی ہے۔

لیکن اس عمل سے ہر بوڑھا مرد نہیں گزر سکتا کیونکہ کوئی جوان لڑکی کھلی آنکھوں سے کسی بوڑھے گدھ کے بازوؤں میں جانے کی بجائے تیار نہیں ہوتی اس کے لیے کسی بہت بڑے مفاد اور لالچ کا ہونا ضروری ہے اور ہر زمانے میں دولت سے بڑا لالچ کوئی نہیں رہا۔ لہٰذا آج کے دور میں بھی کم سن جوانیوں کو یہ ظالم بڑھاپا دولت ہی کے بل بوتے پر خریدتا اور پامال کرتا ہے۔ اسی لیے میں نے عرض کیا تھا کہ یہ شوخی اپنانا ہر بوڑھے کے لیے ممکن نہیں ہے کیونکہ ہر بوڑھا امیر نہیں ہوتا کہ وہ کمسن اور جوان لڑکیوں کو دولت کے سہارے اپنے شکن آلود بستر پر کھینچ کر لا سکے۔

اس صورتحال کے شکار وہ بوڑھے جن کے پاس دولت کی فراوانی یا تو ہوتی ہی نہیں یا پھر ان کے لیے دولت کی شکل دیکھنا بھی مشکل ہوتا ہے، حرص اور طمع میں جز بز ہو کر محض ہونٹوں پر زبان پھیرتے تک محدود ہو جاتے ہیں اور کمسن اور جوان لڑکیوں کو محض دیکھ کر ہی اپنا ٹھرک پورا کر لیتے ہیں ان کی آنکھوں کی چمک محض چند لمحوں کے لیے کسی جوانی کو دیکھ کر رال ٹپکاتی ہے اور پھر اس کا گہرا ہوتا ہوا اندھیرا مزید تاریک پڑ جاتا ہے۔ بہر حال

جنسی تعلقات کی یہ شوخی عورت کو بہت مہنگی پڑتی ہے اگر وہ کم عمر اور کنواری ہو تو.....!

ہم جنسیت

اس صورتحال میں بعض بوڑھے مرد اپنے ہی ہم جنسوں کو نشانہ بنانے لگتے ہیں وجہ یہ ہوتی ہے کہ ایک تو ہم جنس سے جنسی فعل کرنے میں وہ پردہ داریاں اور پابندیاں حائل نہیں ہوتیں جو عورت کو لیے لیے پھرتے میں حائل ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہم جنسیت قدرے سستی پڑتی ہے اس لیے کم پیسوں میں بھی کام چل جاتا ہے۔ اس لیے جوانی میں جنسی بے اعتدالیوں اور شوخیوں کے شکار غریب بوڑھے بڑھاپے میں اسی طریقے سے بھی اپنا کام نکال لیتے ہیں اور صبر شکر کرتے ہیں۔

یہی صورتحال ان عورتوں کی بھی ہوتی ہے جو ادھیڑ عمری سے پہلے کے سفر کے دوران مخالف جنس یعنی مردوں کے التفات

سے محروم ہو جاتی ہیں اور جب ان کے وسائل اور حربے اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ وہ جوان مردوں سے محظوظ ہو سکیں تو وہ بڑھاپے کے شکار ہم عمر مردوں ہی سے فیض یاب ہونا چاہتی ہیں مگر جب وہ بھی ان کی تسلی نہیں کر پاتے تو وہ بھی ہم جنسیت کا شکار ہو کر [illegible] سے بدلے چکانے لگتی ہیں..... اس صورتحال میں وہ کبھی [illegible] وں کی طرف جانا گوارہ نہیں کرتیں اور باقی کا حصۂ عمر اسی قبیل کی [illegible] ہی میں گذار دیتی ہیں۔

میک اپ

ادھیڑ عمر عورت کے لیے سب سے بڑا مسئلہ اس کا چہرہ بن جاتا ہے جس پر سب سے پہلے نظر پڑتی ہے۔ وہ اپنے چہرے کو انچ دو انچ موٹے میک اپ کی تہہ سے نواز کر کوشش کرتی ہے کہ اس کی آنکھوں کے گرد بننے والے حلقے، اس کے چہرے پر پیدا ہو جانے والے لکیروں کے جال اور ہونٹوں کی سلوٹیں اس میں چھپ جائیں مگر ع۔

تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں

دیکھنے والے کب اس جھانسے میں آتے ہیں۔ اس کے ہاتھوں کی سبز رگیں اور گردن کا جھولتا ہوا گوشت اس کے چہرے کی ڈبل چن پر پھر تصدیق ثبت کر دیتا ہے کہ اب ان تلوں میں تیل نہیں محض پانی باقی رہ گیا ہے جو چند لمحوں کی قربت کے بعد ہی تڑتڑاہٹ سے بہہ نکلتا ہے۔

بہرحال آج کل کی عورتیں میک اپ کے نئے نئے لوازمات

سے بھرپور استفادہ کرتی ہیں جس کے باعث ان کا یہ عیوب سے لبریز حسن کافی حد تک اپنی پردہ داری کر لیتا ہے لیکن اس وقت ان کی شرمندگی دوچند ہو جاتی ہے جب مردان کے میک اپ کو ہونٹوں اور زبان سے صاف کر کے نیچے سے ان کا اصلی روپ باہر لے آتا ہے۔

جاذبِ نظر تنگ لباس

جسم کے دوسرے اعضا کی شکست خوردگی کو عورت لباس کی جاذبیت میں پوشیدہ کرنے کے ہر گُر سے واقف ہو جاتی ہے جس کے بعد وہ ٹائٹ قسم کا بریزیئر چھاتیوں پر چڑھا کر یہ تاثر دیتی ہے کہ یہ تو ہمالیہ کی وہ چوٹیاں ہیں جن کو ابھی تک کوئی سر نہیں کر سکا۔ سر کے بالوں کو وگ میں چھپا لینے سے وہ بوڑھی ہونے کا الزام عارضی طور پر اٹھانے سے بچ جاتی ہے۔ خوبصورت پرنٹ پر مشتمل لباس کی جدید ترین تراش خراش اسے جوان گھوڑیوں میں شامل کر دینے کا فرض ادا کرتی ہے۔ لباس کی ممکنہ حد سے زیادہ تنگی اس کے جسم کے ہر حصے کو کس کر پُرکشش بنا دیتی ہے اور وہ لہرا لہرا کر چلتی ہوئی سرِعام دھوکا دینے میں مصروف ہو جاتی ہے۔

نینوں کے تیر

آج کل ایک اور طریقۂ واردات عام ہے کہ جدید ترین فیشن
کے کالے برقعے کو جسم پر اوڑھ کر عورت اس کا نقاب اس طرح
چہرے پر لپیٹتی ہے کہ چہرے پر صرف اور صرف آنکھیں برہنہ رہ
جاتی ہیں باقی کا چہرہ نقاب میں چھپ جاتا ہے۔ اب یہ تو ایک عام
سی بات ہے کہ تجسس کا مادہ انسان کو چین نہیں لینے دیتا۔ وہ
ایسی عورت کے پیچھے لگ جاتا ہے کہ نجانے نقاب کے پیچھے اور
نیچے کیا ہے۔ نگاہوں کے تیروں سے زخمی کیے دیتے ہیں لمبے لمبے
دنبالے دار کاجل کے ڈورے مرد کو ذبح کر رہے ہوتے ہیں اور
عورت اپنے شکار کی تڑپ پر خوش ہو ہو کر مزید نقاب کو کستی
ہے کہ کہیں اس کی گرہ نہ کھل جائے جس کے بعد اس کا پول کھل
جاتا ہوتا ہے۔ مگر کب تک؟ جب تنہائی میں نقاب الگ کئے
جاتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ نقاب کے پیچھے حسن یوسف نہیں چاہِ
بابل کا کھنڈر ہے۔ اس وقت جو شرمندگی عورت کو ہوتی ہے وہ

اگر صفحات پر لائی جائے تو اس کے ماتھے پر آنے والے پسینے سے یہ بھی گیلے ہو جائیں گے۔ اس لیے اسے رہنے دیں۔

پلاسٹک سرجری

ایک امیرانہ اور جگر گیر بن طریقۂ کار یہ بھی ہے جس میں عورت یا مرد اپنے چہرے کی پلاسٹک سرجری کرا کے تمام شکنیں دُور کر لیتے ہیں اور مرد چہرے کی حد تک اور عورت چہرے، چھاتیوں اور پیٹ کی حد تک قابلِ قبول بن جاتی ہے۔ لیکن ایک تو یہ طریقہ شوقیہ بہت مہنگا ہے اور عام آدمی کے بس کا روگ نہیں ہے اور دوسرے یہ ہر سال چھ مہینے کے بعد اعادہ چاہتا ہے جس کا ہر کوئی متحمل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ کام ہمارے ملک میں نہیں، بیرونی ممالک کے مہنگے ترین شہروں لندن، نیویارک وغیرہ میں ہوتا ہے۔ جہاں کے اخراجات ہی عام لوگوں کے بس کا روگ نہیں ہوتے۔ ہمارے ملک کی ایک مشہور مغنیہ اس صورتحال

سے ہر سال بعد دوچار ہوتی ہے.... لاکھوں روپے خرچ کر کے وہ لندن جاتی ہے اور اپنے چہرے اور چھاتیوں کی پلاسٹک سرجری کروا کر لوٹ آتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ آج بھی جوان دکھائی دیتی ہے اور اس کا راز اس پلاسٹک سرجری کے علاوہ ایک اور فعل میں پوشیدہ ہے۔ جس کا ذکر ہم ابھی کریں گے۔

بہر حال چہرے کی حد تک تو اس علاج سے فیض یاب ہوا جا سکتا ہے مگر عضو تناسل اور اندام نہانی کی پلاسٹک سرجری تو نہیں کروائی جا سکتی جس کے باعث یہ طریقہ محض ظاہری شوخی تک ہی محدود ہے۔ اندرونی طور پر اس کا نہ کوئی فائدہ ہے نہ اہمیت۔ جب چہرے کا شکار ہو جانے والا اندام نہانی یا عضو تناسل کی اصلیت سے باخبر ہوتا ہے تو اس کے لیے سوائے بھاگ جانے کے اور کوئی راستہ نہیں رہ جاتا۔ جس پر عمل پیرا ہونے کے لیے وہ ہر ممکن طریقہ استعمال کرتا ہے اور دوبارہ ایسے چہروں کے فریب میں آنے سے توبہ کرتا ہے۔

کم عمر لڑکے

ادھیڑ عمر عیاش عورتیں اپنی بوڑھی جنسی شوخی کو برقرار رکھنے کے لیے کم عمر لڑکوں کو تلاش کرتی ہیں۔ ان کو روپے پیسے اور بعض اوقات جوان لڑکیوں تک کا لالچ دیکر اپنا کام پورا کرتی ہیں لیکن ایسی عورتوں کا شکار ہو جاتے والے جوان اور کمسن لڑکے زندگی بھر کے لیے بیکار ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کے خوبصورت اور نوجوان جسموں کی ساری رعنائیاں اور توانائیاں تو یہ بوڑھی گھوڑیاں سمیٹ لیجاتی ہیں، باقی جو بچتا ہے وہ بھوگ ہوتا ہے جسے ان کے جسموں کی ہڈیوں اور ڈھانچوں میں بخوبی دیکھا جاسکتا ہے۔ دولت کے لالچ میں آکر درجنوں نوجوان ہماری مذکورہ بوڑھی مغنّیہ کے دامِ فریب میں اُلجھ چکے ہیں اور آج تک اپنی جوانی کے ضائع شدہ دور کو تلاش کرتے پھرتے ہیں مگر ان کے جسم میں نہ جوانی نام کی شے دوبارہ لوٹ آئی اور نہ ان کو زندگی نے جوانی کے خوبصورت لمحات سے روشناس

ہونے دیا۔ یہ بوڑھی شوخی کے شکار جوان افراد آٹھ آٹھ آنسو روتے ہیں مگر گیا وقت لوٹ کر کب آتا ہے۔ ایسے ایسی عورتوں کا چارہ بننے سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے جو اپنی ادھیڑ عمری کی بھینٹ چڑھانے کے لیے نوجوانوں کو دولت اور عیاشیوں کی جھلک دکھا کر لوٹ لیتی ہیں۔ انکی جنسی شوخی تو برقرار رہتی ہے مگر اس شوخی کا شکار ہونے والے رات دن ہاتھ لگا کر روتے رہتے ہیں۔

بلیو پرنٹ

آجکل یہ وبا بھی عام ہو چکی ہے۔ جو مرد یا عورتیں ادھیڑ عمری اور بڑھاپے کے دور میں قدم رکھ چکے ہیں وہ اپنے جذبات کی شوخیوں کو از سر نو بیدار کرنے کے لیے بلیو پرنٹس کا سہارا لیتے ہیں۔ ان کے لیے بڑا مشکل ہوتا ہے کہ وہ جوانی کے دور کی طرح پل بھر میں جنسی فعل کے لیے تیار ہو جائیں اب توان کے جسموں کی گیلی لکڑیوں میں آگ لگانے کیلئے بلیو پرنٹس بھی کام کر جائیں تو بڑی بات ہوتی ہے۔

بلیو پرنٹس میں وہ جب مردوں اور عورتوں کو رنگ برنگے طریقوں سے جنسی فعل انجام دیتے ہوئے دیکھتے ہیں تو دھیرے دھیرے ان کے سرد جسموں میں آگ کی لہر دوڑنے لگتی ہے۔ آہستہ آہستہ ان کے جذبات اپنے تھکے ہوئے سر اٹھانے کی ہمت کرتے ہیں۔ کئی بار یہ پرنٹ دیکھنے کے بعد ان میں ایک تحریک جنم لیتی ہے اور وہ جنسی شوخیوں کے

حامل اِن پرنٹوں کی تقلید کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے کیونکہ ان کا مطمح نظر تو صرف اور صرف اپنی شوخیوں کے درجۂ کمال سے فیض یاب ہوتا ہوتا ہے جو بڑھاپے کی گود میں سر جھکائے پڑی ہوتی ہیں۔

اس طریقے سے افادہ حاصل کرنے والوں میں اکثر بوڑھے مرد جوان لڑکیوں کو ساتھ لیے بیٹھے ہوتے ہیں یا جوان لڑکوں کو گود میں لٹائے بوڑھی عورتیں ان پرنٹوں کو بھوکی نظروں سے گھور رہی ہوتی ہیں۔

بہر حال ان پرنٹوں سے ہم عمر بوڑھے یا جوان جوڑے بھی کسبِ فیض حاصل کرتے دکھائی دیے جاتے ہیں کیونکہ دوسرے جوڑے کو جنسی فعل میں مشغول دیکھنے کا مزا ہی کچھ اور ہوتا ہے اس مزے سے جو لطف اور لذت وہ دیکھنے والے کشید کرتے ہیں اس کا بیان ان ہی کی زبان سے اچھا لگتا ہے۔ ہم اس کیفیت کو بیان کریں گے تو فحاشی کا الزام لگ جائے گا۔

بہر صورت اصل بات یہ ہے کہ بلیو پرنٹ بوڑھے جذبات کو شوخی بخشنے میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں اور ان کی افادیت مغربی ممالک میں ظاہر ہے جہاں بوڑھے اور ناکارہ مرد اور عورتوں کے لیے باقاعدہ ایسے انسٹی ٹیوٹ اور تربیت گاہیں موجود ہیں جہاں ان کو بلیو پرنٹ فلموں کے ذریعے جذبات کو بیدار کرنے کے طریقوں

سے آشنا کیا جاتا ہے۔ یہ طریقے بہر حال مصنوعی زمرے میں آتے ہیں۔ ان طریقوں کی افادیت ہمارے معاشرے میں وہ نتائج پیدا نہیں کر سکتی کیونکہ ہمارے معاشرے میں بہر حال ان طریقوں اور ذریعوں کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔
